Registered No L 77

بسلسلہ نمبر ایل ۷۷

تو پاک باش برادر مدار از کس باک (سعدی)

ان الله لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم

الحکم

نمبر ۳۰ | قادیان دار الامن الامان - مورخہ ۸ دسمبر سنہ ۱۸۹۸ء مطابق ۲۳ رجب سنہ ۱۳۱۶ھ | جلد ۲

"ٹریکٹ سیریز"

اس امر کی ضرورت محسوس کی جاتی ہے کہ وقتاً فوقتاً ایسے ٹریکٹ شائع ہوں جس سے حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے مشن کی تبلیغ ہو۔ اور اسلام کی خوبیاں ظاہر ہوں چنانچہ اس مقصد کو پورا کرنے کے لئے ہم نے یہ التزام کیا ہے کہ اس سلسلہ میں دلچسپ نظمیں جو صداقت اسلام اور مہدی مسعود کے مشن کے پیام پر مشتمل ہوں اور جناب مولانا مولوی عبد الکریم صاحب کے خطبے اور بعض دیگر لطیف مضامین مشتمل تفسیر آیات یا مشتمل بر رفع اعتراضات منکران اسلام وغیرہ اور حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کی بعض لطیف اور مختصر تقریریں شائع کیا کریں۔ یہ ٹریکٹ چار صفحے سے آٹھ صفحہ تک ضخامت میں ہوا کریں۔ اور اگر ہمارے احباب ذرا توجہ کریں تو بکثرت شائع ہو جایا کریں۔ اگر سو کوئی بھی اس سلسلہ کے مؤید ہو جائیں اور سو سو ٹریکٹ ۸؍ فیصدی کے حساب سے خرید لیں تو دس ہزار ٹریکٹ ایک مہینہ میں شائع ہو سکتا ہے۔ اور ہم ہفتہ وار اڑھائی ہزار چھاپ کر مفت تقسیم کر دیا کریں۔ اور تقسیم کے لئے یہ انتظام کیا جاویگا کہ ہر ایک شہر میں سلسلہ وار ایک خوش عقیدہ مستعد احمدی کے ذریعہ سے اور وہ تقسیم ہوا کرے۔ اسی ٹریکٹ سیریز کے ضمن میں حضرت اقدس سیدنا مرزا صاحب کے اشتہار بھی آجایا کرینگے۔ اور علیحدہ اشتہار حضرت اقدس کو چھپوانا نہ پڑیگا۔ بلکہ ہم کو ٹریکٹ سیریز کے نمبر میں چھاپ کر حضرت کی طرف سے تقسیم کر دیں۔ اگر ہمارے احباب مل ملا کر اس کام کو کرنا چاہیں تو چنداں مشکل نہیں پوری سو درخواستیں جمع ہو جانے پر ہم اس سلسلہ کو شروع کرینگے۔ منیجر الحکم کے نام درخواست ہو۔

صحت جسمانی کے طلبگار و اسکو پڑھو اور ایک دفعہ شرط آزما لو!!!

سچائی کا فیصلہ

...ابھی زمانہ میں موجود ہے ... لوگوں کو ... دوائی کی سچائی کا امتحان ضروری ہے

نوٹ

...ہمراہ کے ... ہوگا۔ ... قیمت ... ڈاک ... خریدار ... مشتہر ... [illegible]

نوٹ

درخواست کنندہ کو لازم ہے کہ مرض کا مفصل حال بقید عمر تحریر کرے اور اپنا پتہ خوشخط لکھے اور جس اخبار سے اشتہار ملا ہو اس کا حوالہ دے غرباء خرچ روانگی دوا و درخواست کے ساتھ روانہ کریں۔ [illegible]

... پانچوں انگلیاں ... دوائیاں ... قیمت واپس ... کامل ثبوت سچائی کا ہے

[illegible]

[illegible]

دوائی ہاضمہ

بدہضمی۔ دردشکم۔ قراقر۔ نفخ۔ امتلاء کھٹے ڈکار۔ ضعف معدہ کو دور کرنے اور بھوک لگانے کو مفید ہے۔ قیمت فی شیشی ... غرباء کو بتصدیق کسی معزز کے مفت

خارش کی جلدی دوائی

تین دفعہ کے لگانے سے فائدہ کلی حاصل ہوتا ہے اور اسکے جادو کا اثر کو تصدیق کرانا چاہئے قیمت فی پڑیہ ... اور غرباء کو بتصدیق کسی معزز کے صرف خرچ روانگی پر مفت

اعجاز مسیحی

... نقصانات ... اعصاب کی کمزوری ... مرد ... جوان ... قیمت ... [illegible]

دوائی آتشک

... دوائی ... ایک ہفتہ میں دور کر دیتی ہے ... گوشت پلاؤ ... قیمت ...

سرمہ سلیمانی

ایک فقیر صاحب کی ایجاد۔ دھند غبار۔ تاریکی چشم۔ ضعف بصر۔ سرخی پھولا۔ موتیابند کو اکسیر ہے۔ چھ ماہ کے استعمال سے عینک چھوٹ جاتی ہے۔ اور آنکھ کبھی بند نہیں ہوتی قیمت فی تولہ ... اطباء و دیگر ... پہلی دفعہ بغرض تجربہ فی تولہ ...

سفوف و مرہم آتشک

اصلاح زخم کے واسطے صرف تین پڑیاں کافی ہیں زخم پہلے دن خشک۔ اور تین دن میں بالکل اچھے ہوتے ہیں قیمت فی پڑیہ آٹھ آنے غرباء کو بتصدیق کسی معزز کے صرف خرچ روانگی پر مفت

عصائے پیری

... اور ... کو مفید ... کے واسطے علاج لاثانی و ذریعہ لطف زندگانی۔ تعریف الفاظ کی ضرورت نہیں بتجربہ شاہد کافی ہے۔ قیمت تین روپے

دوائی وجع المفاصل

... اور ... سالہا سال کے بگڑے ہوئے اور بیکار شخص صحیح و سالم ہوئے ہیں۔ قیمت صرف پانچ روپیہ

تریاق سوزاک

سوزاک کیسا ہی پرانا کیوں نہ ہو تین دن میں صحت کلی ہو جاتی ہے۔ درد اور جلن تو پہلے ہی دن دفعہ ہو جاتا ہے۔ در حقیقت اسم بامسمیٰ ہے۔ قیمت چھ خوراک ...

جادو کی گولی

جسم کے کسی حصہ میں ... درد ہو ... ایک گولی کے کھانے سے کافور ہو جاتا ہے۔ قیمت فی گولی ... فی درجن ایک روپیہ

نوٹ

... [illegible]

حبوب بواسیر

جو لوگ اس مرض کا کلی دفعیہ ناممکن سمجھتے ہیں وہ جلدی حبوب کو ایک دفعہ ضرور آزمائیں۔ سوزش اور ٹیس پہلے دن بند۔ اور ۲۱ دن میں فائدہ کلی ہو جاتا ہے قیمت ...

لگانیکی دوائی بواسیر

اس دوائی کے لگانے سے ۲۱ دن میں مسے خشک ہو کر خود بخود گر جاتے ہیں۔ اور کسی قسم کی کوئی تکلیف نہیں ہوتی۔ اسکو اکسیر کہا جاتا ہو گا قیمت تین روپے

دوائی ...

[illegible]

المشتہر خاکسار غلام احمد بمکان منشی حسین بخش اپیل نویس بٹالہ ضلع گورداسپور ملک پنجاب

مکتوبات امام الزمان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی

از عاجز عائذ باللہ الصمد غلام احمد۔ بخدمت عزیزی اخویم خان صاحب محمد علیخان صاحب سلمہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ عنایت نامہ پہنچ کر موجب مسرت وانشراح خاطر ہوا۔ اگرچہ طبیعت اس عاجز کی بسبقدر علیل تھی اور نیز ضعف بہت تھا مگر میں نے نہ چاہا کہ آپکو بہت انتظار میں رکھوں۔ اسلئے بلحاظ اختصار آپکے سوالات کا جواب دیتا ہوں۔

(۱) جو شخص اس عاجز سے بیعت کرے اُسکو قال اللہ وقال الرسول کا پابند ہونا ضروری ہے۔ یہہ ضروری نہیں کہ وہ حنفی ہو یا شافعی وغیرہ وغیرہ۔ مگر یہہ نہایت ضروری ہے کہ اللہ جلشانہٗ کے کلام عزیز پر ایمان لاوے اور جہانتک ممکن ہو اُسپر عمل کرے اور آثار صحیحہ نبویہ کا اتباع کرے

(۲) بیعت کرنیوالے کے لئے ان عقاید کا ہونا ضروری ہے کہ آنحضرت صلعم رسول برحق۔ اور قرآن شریف منجانب اللہ کتاب اور جامع الکتب ہے کوئی نئی شریعت اب نہیں آسکتی۔ اور نہ کوئی نیا رسول آسکتا ہے۔ مگر ولایت اور امامت اور خلافت کی ہمیشہ قیامت تک راہیں کھلی ہیں۔ اور جسقدر مہدی دنیا میں آئے یا آگے آئینگے اُن کا شمار خاص اللہ جلشانہٗ کو معلوم ہے۔ وحی رسالت ختم ہوگئی۔ مگر ولایت و امامت و خلافت حقہ کبھی ختم نہیں ہوگی۔ یہہ سلسلہ ائمہ راشدین اور خلفاء ربانیین کا کبھی ختم نہیں ہوگا۔ کسیکو گذشتہ لوگوں میں سے بجز رسول مقبول کے جمیع فضایل و کمالات میں بے مثل نہیں کہہ سکتے۔ اور ممکن نہیں کہ کسی کمال یا کسی نوع کی خدمتگذاری میں آیندہ اُس سے بہتر پیدا ہو۔ ان جزئی فضیلت کے لحاظ سے بعض لوگ بے مثل ٹھہر سکتے ہیں۔ جیسے صحابہ اور اہلبیت کی یہہ فضیلت جو اُنہوں نے زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پایا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تنہائی کے وقت میں ایسی وفاداری دکھلائی کہ اپنے خونوں کو پانی کی طرح بہا دیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کو دیکھا۔ اور اُس چہرہ سے عاشقانہ طور پر زندگی بسر کی۔ اور جو اسلام پر پہلے پہل مخالفوں کے حملے ہوئے اپنی جانوں کو ہتھیلی پر رکھکر اُن کو روکا اور اسلام کو زمین پر جمایا۔ اور اسلامی ہدایتوں کو زمین پر پھیلایا۔ اور کفر کے زور کو مٹایا۔ اور قرآن شریف کو دیانت اور امانت سے جمع کرکے تمام ملک میں رواج دیا۔ اور اسلام کی صداقت پر اپنے خون سے مُہریں کرکے اس دارفانی سے کوچ کرگئے۔ بلاشبہ اُن کی ان فضیلت کو بعد میں آنیوالے نہیں پا سکتے وذٰلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔ مگر اسکے سوا ہر ایک کمال کے حاصل کرنے کے لئے دروازے کھلے ہیں۔ خدا تعالےٰ کے مقبول اور نہایت اعلیٰ درجہ کے پیارے بندے اور امام الوقت اور خلیفۃ اللہ فی الارض اللہ اب بھی ایسے ہی ہو سکتے ہیں جیسے پہلے ہوئے تھے

اور اب بھی خدا تعالےٰ کے انعام واکرام کی وہ راہیں کھلی ہیں جو پہلے کھلی تھیں۔ کمالات نبوت ورسالت بھی ظلی طور پر حاصل ہو سکتے ہیں۔ جسقدر سالک کی استعداد ہوگی ضرور ہے کہ وہ نور کا پر تو لیگا زندہ اسلام اسی عقیدہ کا نام ہے۔ مگر جو لوگ امامت و خلافت و صدیقیت کو پہلے اماموں پر ختم کر چکے ہیں اُن کے ہاتھ میں اب مُردہ اسلام ہے یا یوں کہو کہ اسلام کی بیجان تصویر اُن کے ہاتھ میں ہے۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ جو مذہب آیندہ کمالات کے دروازے بند کرتا ہے وہ مذہب انسانی ترقی کا دشمن ہے۔ قرآن شریف کی رُو سے انسان کی ہماری دعا یہی ہے کہ روحانی ترقیات کا خواہاں ہو۔ غور سے پڑھنا چاہیئے اس آیۃ کو اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم۔ دوسرے یہہ عقیدہ بھی ضروری ہے کہ مجرد کسی قسم کے رشتہ سے خواہ کسی رسول سے رشتہ ہو کوئی فضیلت حاصل نہیں ہو سکتی۔ بلکہ فقط رشتہ کی فضیلت پر ناز کرنا نامردوں کا کام ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ اور ذوی القربیٰ میں سے ہر ایک شخص جو قابل تعریف ہے وہ رشتہ کے لحاظ سے ہرگز نہیں۔ وقال اللہ تعالےٰ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم۔ تیسرے یہہ عقیدہ بھی ضروری ہے کہ قرآن شریف ابتک ہر ایک قسم کے تصرف سے بکلی محفوظ ہے۔ اور کوئی ایسا قرآن نہیں جسکو کوئی شخص اُسکو غار میں لیکر ابتک چھپا بیٹھا ہے یہہ اُن لوگوں کا بہتان ہے جن کو خدا تعالےٰ کا خوف نہیں چوتھے یہہ عقیدہ ضروری ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت فاروق عمر رضی اللہ عنہ اور حضرت ذو النورین عثمان رضی اللہ عنہ۔ اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سب واقعی طور پر دین میں امین تھے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ جو اسلام کے آدم ثانی ہیں۔ اور ایسا ہی حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالےٰ عنہم اگر دین میں سچے امین نہ ہوتے تو آج ہمارے لئے مشکل تھا جو قرآن شریف کی کسی ایک آیۃ کو بھی منجانب اللہ بتا سکتے۔ بلاشبہ یہہ سچ بات ہے کہ ہم قرآن شریف سے اُسیقدر محبت اور عشق پیدا کرینگے جس قدر ہمیں ان تینوں بزرگواروں کے امین ہونے پر ایمان ہوگا۔ اگر ہم ایک ذرا بھی کمالات ایمانیہ میں اُنکو کم سمجھینگے تو وہی کمی قرآن شریف کی عظمت کے بارے میں ہمارے دلوں میں پیدا ہو جائیگی۔ یہی وجہ ہے کہ جس پیار اور محبت سے سنت جماعت قرآن شریف کو دیکھتے ہیں۔ اور اُسکو لصدق مجبت حفظ کر لیتے ہیں۔ یہہ بات شیعہ لوگوں میں ہرگز نہیں پائی جاتی۔ مثلاً مجھے تخمیناً معلوم ہوا ہے کہ ہمارے ملک پنجاب میں ایک ہزار سے زیادہ سنت جماعت میں سے قرآن شریف کا حافظ ہوگا۔ مگر کیا کوئی اس بات کا ثبوت دے سکتا ہے کہ اسی ملک میں شیعہ لوگوں میں سے دس پندرہ بھی حافظ ہیں ؟ بلکہ میرے خیال میں ایک حافظ بھی

مشکل ہے ہمکا باعث یہی ہے کہ ابوبکر و عمر و عثمان رضی اللہ عنہم پس اس سے معلوم ہوا کہ ان بزرگواروں کو بنظر تخفیف دیکھنے سے سراسر ایمان کا گھاٹا ہے۔ والعاقل تکفیہ الاشارۃ۔ پانچویں بیعت کیلئے یہہ ضروری عقیدہ ہے کہ شرک سے بکلی پرہیز کرے اگر یہہ تمام عقاید کسی شیعہ میں پائے جاویں تو بلاشبہ اُسکی حالت عمدہ ہے اور وہ اس لائق ہے کہ بیعت میں داخل ہو۔

(۳) بیعت کے مقاصد میں سے ایک بھاری مقصد یہہ ہے کہ انسان راہ راست پر آوے اور خدا تعالےٰ کے غضب سے ڈر کر ہر ایک طرز ناانصافی کا چھوڑ دیوے۔ جو شخص ناانصافی پر جما رہنا چاہتا ہے وہ اصل حقیقت بیعت سے غافل ہے۔ ہم اس مسافر خانہ میں صرف تھوڑے عرصہ کیلئے آئے ہیں۔ اور اسغرض سے بھیجے گئے ہیں کہ اپنے اخلاق اور عقاید اور اعمال کو درست کرکے اور حسب مرضیات الٰہی اپنے نفس کو بناکر اُس مولیٰ کریم کی رضامندی حاصل کریں۔ سو ہر ایک بات میں یہہ دیکھ لینا چاہیئے کہ کیا ہمارے قول اور فعل ظلم اور زیادتی سے خالی ہیں یا ہم انصاف کا خون کر رہے ہیں۔ جن بزرگ لوگوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ضعف و ناتوانی اور تنہائی اور غربت کے ایام میں آنجناب کی رفاقت اختیار کی اور اُس رفاقت اور اُس ایمان کے پاس کے لئے بڑی بڑی تکلیفیں اٹھائیں۔ اپنی ریاستوں ملکیتوں سے بے دخل کئے گئے۔ وطن سے نکالے گئے۔ اور اعلاء کلمہ اسلام کے لئے صدہا مرتبہ اپنے تئیں معرض ہلاکت میں ڈالا۔ اُن کی شان کو جیسا کہ چاہیئے نہ سمجھنا سخت درجہ کی ناانصافی ہے۔ درحقیقت اگر ہم انصاف سے دیکھیں اور عدالت کی نگاہ سے نظر کریں تو ہمیں اقرار کرنا پڑیگا کہ وہ لوگ اعلیٰ درجہ کے مقدس ہیں ہر ایک شخص کی فضیلت باعتبار اُسکے حسن خدمات اور ذاتی لیاقتوں کے ہوا کرتی ہے۔ سو جیسے صحابہ کرام کی فضیلت اس قاعدہ کی رُو سے پایہ ثبوت پہنچ گئی ہے۔ کسی اور دوسرے کی فضیلت ہرگز ثابت نہیں ہو سکتی۔ مثلاً امام حسین رضی اللہ عنہ نے جو بھاری نیکی کا کام دنیا میں آکر کیا وہ صرف اسقدر ہے کہ ایک ناابکار دنیا کے ہاتھ پر اُنہوں نے بیعت نہیں کی۔ اور اسی کشاکش کی وجہ سے شہید ہو گئے۔ مگر یہہ ایک شخصی ابتلا ہے جو اُنہیں پیش آگیا۔ اگر اسکو حضرت صدیق اکبر کی اُن جانفشانیوں کے ساتھ جانچا جائے جو اُنہوں نے تمام عمر محض اعلاء کلمہ اسلام کے لئے اکمل اور اتم طور پر پوری کی تھی۔ تو کیا ایک شخصی ابتلاء کو اُس سے کچھہ نسبت ہو سکتی ہے۔ اللہ جلشانہٗ کا کسی سے رشتہ نہیں ہے۔ جو شخص اعلیٰ درجہ کا وفادار ہے اور خدمتگذاری اختیار کریگا۔ وہی اُسکا مقرب ہوگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی بیٹا زندہ نہیں رہا۔ البتہ نواسے ہوئے

رہے ہیں جیسی حضرت فاطمہ کی اولاد یا دوسری بیبیوں کی اولاد سو خدا تعالے کے نزدیک اُن کے مراتب اُن کے اعمال کے موافق میں سوا نخواہ کا درجہ کسیکو دیا نہیں جاتا جو شخص محض خدا تعالے کے لئے کسی سے محبت رکھتا ہے اُسکو چاہیئے کہ خدا تعالے سے خوف کرکے دیکھے کہ خدا تعالے کی راہ میں اُسنے کیا کیا عمدہ کام کیا ہے۔ ناحق فضیلت اسکو مت دو۔ کوئی نہیں سمجھ سکتا کہ محض رشتہ سے کیونکر فضیلت پیدا ہو جاتی ہے۔ خاصکر کے ذرا سے رشتہ سے جو نواسا ہوتا ہے۔ کنعان حضرت نوح کا بیٹا تھا اور آذر حضرت ابراہیم کا باپ۔ پس کیا یہہ رشتہ اُنہیں کچھ کام آیا؟ پس یہہ سمجھ لینا چاہیئے کہ اہلبیت ہونا اپنے نفس میں کچھ بھی چیز نہیں ہے۔ بیشک امام حسن و حسین اُن لوگوں میں سے ہیں جن لوگوں کو خدا تعالے نے اُن کی راستبازی کی وجہ سے کامل کیا ہے نہ اسکی وجہ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے نواسے تھے کیونکہ نواسے تو اور بھی تھے۔ نواسہ ہونا خدا تعالے کے نزدیک یا خلقت کے نزدیک کیا حقیقت رکھتا ہے۔ لیکن بلاشبہ کمالات صدیقی و فاروقی کے مقابل پر حسینی کمالات متنزل ہیں۔ اُن بزرگواروں نے اسلام پر بڑا احسان کیا اور اسلام کی شوکت کو دنیا میں قائم کیا اور وہ جانفشانی کے کام کیے جو نبی اور رسول کرتے ہیں جو شخص اُن کے احسانات کا منکر ہو وہ خدا تعالے کا کافر نعمت ہے۔ اگر ہم ذبح بھی کیے جائیں تو ہرگز راستی کو چھوڑ نہیں سکتے۔ عوام کا قاعدہ ہے کہ وہ کورانہ تقلید پر چلتے ہیں سراسر غلط ہے تمام صحابہ کے مناقب سے کتابیں بھری پڑی ہیں اور قرآن کریم شاہد ہے۔ صدیق اکبر اور عمر فاروق کے حق میں اسقدر تعریف کلمات نبوی پائے جاتے ہیں کہ گویا اُن دونوں بزرگواروں کو نبی قرار دیا گیا ہے۔ مگر ہماری نظر میں مجرد مناقب کچھ چیز نہیں صرف طرح طرح کے پیرایوں میں یہہ مومنوں کی تعریفیں ہیں۔ اور اسی بات کا فیصلہ کہ اُنمیں سے زیادہ بزرگ کون ہے؟ اُن بزرگواروں کی خدمات سے کرنا چاہیئے کہ اسی کی طرف اللہ جلشانہ ہدایت فرماتا ہے۔

اب حاصل کلام یہہ ہے کہ بیعت کے لئے یہہ ضروری ہے کہ انسان ہر ایک قولی و فعلی و اعتقادی بدانصافی سے بکلی دست بردار ہو جاوے کیونکہ بیعت راستی حاصل کرنے کے لئے ہے۔ اگر بہرحال اُسی راہ پر قائم رہنا ہے جو تقلیدی طور پر اختیار کیا گیا ہے۔ تو بیعت سے حاصل ہی کیا ہے

ہر کجا شمع صداقت یافتی پروانہ باش!
گر خرد مندی پئے راہ ہدیٰ دیوانہ باش!

(۴) اگرچہ ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھنا کسی حدیث سے ثابت نہیں ہوتا اور درست لیکن کہنا ہوا قانون فطرت کی رو سے بھی زیدگی کے لئے مناسب ہی معلوم ہوتا ہے۔ لیکن اگر ہاتھ چھوڑ کر بھی نماز پڑھتے ہیں تو نماز ہو جاتی ہے۔ مالکی بھی شیعوں کی طرح ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھتے ہیں۔ مسنون ہے جو اوپر بیان ہوا۔ اسقدر اختلاف بیعت کا کچھ مانع نہیں اگرچہ احادیث صحیحہ میں اسکا نام و نشان نہیں

(۵) یہہ ہمیشہ سے قاعدہ رہا ہے کہ نشانوں کے دیکھنے والے دو ہی قسم کے آدمی ہوتے ہیں۔ یا غایت درجہ کے دوست یا غایت درجہ کے دشمن۔ یعنے جب کوئی انسان کسی مقبول خدا تعالے سے غایت درجہ کی دوستی و محبت اختیار کرے یہاں تک کہ اُس کی راہ میں قربان ہو جائے اور اُسکے خاکپائے ہو جائے۔ تو وہ اپنے حوادث اور مصائب کے وقت یا کسی حاجت ایمان کے لئے رحمت کے نشان پاتا ہے۔ اور اُسکی برکت اور صحبت سے جذبات نفسانی کم ہونے ہوتے ہیں اور ذوق و محبت بڑھتی جاتی ہے اور دنیا کی محبت ٹھنڈی ہوتی جاتی ہے اور اللہ تعالے سے بہت نشان لئے دیکھے جو اُسے ہر ایک ہرگز دیا جاتا ہے یہہ شخص محبوبان و مقبولان الہی میں داخل ہے۔ اور عادت اللہ قدیم سے ایسی ہی جاری ہے۔ کہ جب اس درجہ پر کسی کی ارادت پہنچ جاتی ہے تو اُسکا ایمان کامل کرنے کے لئے کسی قسم کے نشان ظاہر ہوتے ہیں اور اگر یہہ اعتراض کیا جائے کہ پیشتر آزمائش صدق کے اور محققانہ حقیقت پر نظر ڈالتے ہیں۔ عوام جلدی سے کسیکو کافر اور کسیکو مومن کہدیتے ہیں۔ اور محققین اُنکی ذرا پروا نہیں کرتے اگر ہم صدیق اکبر و عمر فاروق کی خدمات کو جو اپنی زندگی میں اُنہوں نے اللہ تعالے کی راہ میں کیں لکھیں تو بلاشبہ وہ ایک دفتر ہیں جو کبھی ختم نہیں ہو سکتیں۔ لیکن اگر ہم امام حسین رضی اللہ عنہ کی خدمات کو لکھنا چاہیں تو کیا ان دو تین فقروں کے سوا کہ وہ الکاریت کی وجہ سے کربلا کے میدان میں روکے گئے اور شہید کئے گئے کچھ اور بھی لکھ سکتے ہیں؟ بیشک یہہ کام ایسا عمدہ ہوا کہ ایک فاسق دنیا دار کے ہاتھ پر اُنہوں نے بیعت نہیں کی۔ مگر اعتراض تو یہہ ہے کہ وہ بیٹے اپنے باپ بزرگوار کے قدم پر کیوں نہ چلے باپ نے تو بقول شیعہ کے تین فاسق تو بیعوں کے ہاتھ پر جو بزعم اُن کے مرتد بد تر تھے۔ اور بقول اُن کے صرف معمولی بادشاہ نہیں سے تھے بیعت کرلی۔ اور بیٹے نے تو اپنے باپ کے طریق پر اعراض کرکے ایک فاسق کی بیعت بھی نہیں کی۔ اور انکار ہی میں جان دی بہرحال یہہ اتفاقی حادثہ تھا جو امام صاحب کو پیش آیا۔ اور بڑا بھاری ذخیرہ اُن کے درجہ کا صرف یہی ایک علامت ہے جس کو محض خدا و نا انصافی کی راہ سے آسمان تک کھینچا جاتا ہے اور وہ بزرگوار صحابہ جو سیوٹوں کی طرح دنیا میں کام کر گئے۔ اور ہر میدان میں جان فدا کرتے رہے وہ

حاضر ہوئے اُن سے مقابل کیسے لاپرواہی تو آپکا طریق ہے۔ یہہ فیصلہ تو آسانی سے ہو سکتا ہے چونکہ دنیا دار العمل ہے اور میدان حشر میں مراتب بلحاظ اعمال ملینگے پس جس کے دل میں امام حسن و حسین کی وہ عظمت ہے کہ اب وہ دوسرے صحابہ سے لاپرواہ ہے۔ اُسکو چاہیئے کہ اُنکی خدمات شائستہ دین کی راہ میں پیش کرے اگر اُن کی خدمات کا پلہ بھاری ہے تو بلاشبہ وہ دوسرے صحابہ سے افضل ٹھہرینگے۔ ورنہ ہم اس بات کے تو قایل نہیں ہو سکتے کہ خواہ نخواہ کسیکو افضل ٹھہرایا جاوے۔ اور یہہ خیال کرنا کہ اُن کی فضیلت یہی کافی ہے کہ وہ نواسے تھے۔ یہہ خیال کوئی عقلمند نہیں کر سکتا کیونکہ میں ابھی بیان کر چکا ہوں کہ نواسہ ہونا کچھ بھی چیز نہیں ایک ذرا سا رشتہ ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کئی لڑکیاں تھیں۔ اور نواسے بھی کئی تھے کس کس کی ہم پرستش کریں۔ یہہ آیۃ کریمہ ہمارے لئے کافی ہے۔ ان اکرمکم عند اللّٰہ اتقاکم۔ جس پر اللہ جلشانہ کھول دیا ہے کہ اُس زمانہ کا اتقا صدیق اکبر ہے۔ بعض لوگ پھر یہی دھوکا لگا ہوا ہے کہ وہ مناقب کسی بزرگ کے پیش کر دیتے ہیں یعنی کہتے ہیں کہ مثلاً حضرت علی کے حق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہہ فرمایا ہے۔ اور امام حسین کے حق میں یہہ فرمایا ہے۔ مگر یہہ خیال کیونکر اعلیٰ درجہ کی ارادت و محبت کسی کی نسبت پیدا کی جائے اسکا جواب یہہ ہے کہ دحقیقت طبعی اور حقیقی طور پر جو اعلیٰ درجہ کی ارادت اور فرمانبرداری بغیر پوری آزمایش نہیں ہو سکتی۔ مگر طالب حق اللہ جلشانہ کی توفیق سے کسیقدر قرائن سے بہ تکلف ارادتمندوں کا پیرایہ پہن لیتا ہے۔ پھر عنایت الہی سے مشاہدہ برکات حق وہ تکلف طبیعت میں داخل ہو جاتا ہے۔ صحابہ اور اہلبیت بھی آہستہ آہستہ مراتب عرفان کو پہنچے ہیں مگر روز ازل سے اُنہوں نے وہ خدمات اپنے ذمہ لیں جو بجز کامل ارادت کے ظہور میں نہیں آسکتیں۔ اور غایت درجہ کے دشمن پر جو مرد مقبول کی کرامات کا ظہور ہوتا ہے تو اُسکی وجہ یہہ ہے کہ جب دشمن نادان ایک ولی اللہ سے عداوت شروع کرتا ہے اور ہر وقت قول یا فعل سے اُسکے درپئے آزار رہتا ہے تو آخر ایک دن غیرت الہی جوش مارتی ہے جیسا کہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ من عادیٰ لی ولیاً فقد اٰذنتہ للحرب۔ یعنی یہہ اصول نہایت صحیح ہے کہ جسکو کرامات کے دیکھنے کا شوق ہو وہ یا غایت درجہ کا دوست ہو جائے یا غایت درجہ کا دشمن۔ کرامات بازیچہ اطفال نہیں ہیں کہ خواہ نخواہ کھیل کی طرح دکھلائی جائے۔ اللہ جلشانہ اور اُس کے وفادار بندے غیر اللہ سے لاپرواہ ہیں۔ اور خواہ نخواہ بازیگروں کی طرح کرشمہ نمائی اُن کی عادت نہیں۔ اگرچہ اولیاء اللہ پر کرامات الہی بارش کی طرح برستی ہیں۔ لیکن مجبنتک کہ پورا دوست

یا پیدا دشمن ہو جائے انوار کے مشاہدات سے بانصیب رہتا ہے۔

اس عاجز نے جو سولہ ہزار اشتہارات کرہت تمامی کے لئے شایع کیا تہا اور شرط کی تہی کہ اگر کوئی مخالف منکر کرامات ہو تو ایک برس تک ہمارے دروازہ پر آکر بیٹھے۔ اسکا خرچہ دیا جائیگا۔ اس اشتہار کو اللہ جلشانہٗ کی غرض یہی تہی کہ اس پابندی سے جو شخص آکر ایک سال تک بیٹھیگا تو یا دشمن ہوگا۔

(۲) اسمیں شک نہیں ہے۔ اور خداتعالےٰ خوب جانتا ہے کہ یہہ عاجز نبیوں کی طرح اصلاح خلق اللہ کے لئے مامور ہو کر آیا ہے۔ اور دل میں بہت خواہش ہے کہ وہ کرامات الٰہی جو یہہ عاجز دیکھ رہا ہے لوگ بہی دیکہیں۔ لیکن خداتعالےٰ اپنے قانون قدیم سے تجاوز نہیں کرتا۔ دوست کامل بننا چاہئیے یا دشمن کامل تا آسمانی نشان ظاہر ہوں۔ ہاں ایک طریق ہے۔ اور اُس کو آپ بجا لا سکتے ہیں۔ اور وہ یہہ ہے کہ آپ کا اتباع عقیدہ یہہ ہے کہ بارہ اماموں کو جسقدر فضیلت ہے وہ اصحاب کبار کو حاصل نہیں۔ بلکہ یہہ اصحاب کبار بادشاہوں کی طرح ہیں۔ اور اس عاجز کا عقیدہ ہے کہ ... درجہ کے مقابل بارہ امام کچہہ بہی چیز نہیں۔ بلکہ صحابہ کی محبت اُن کا فخر اور اُنکی ترقی ایمانی کا موجب ہے۔ قرآن شریف میں بجز ابوبکر صدیق کے صاف طور پر کسی اہلبیت کا ذکر نہیں۔ اور یہہ بہی میرا عقیدہ ہے کہ صحابہ کے بعد جسقدر اہلبیت میں امام ہوئے ہیں وہ اپنے کمالات میں بےمثل نہیں بلکہ ایسے لوگ ہمیشہ ہوتے ہیں۔ اور خدا کے ارادہ سے اسبات کا کہنا اپنے محل پر ہے کہ اُن اماموں کے رتبہ کے موافق ایک میں بہی ہوں۔ اور اُس سے زیادہ بہی جو پیر الغافات الٰہی ہیں جنکو آپ سمجہہ نہیں سکتے اور صرف زمانہ کی حالت سمجہہ سکتی ہے۔ اب اگر میں اس دعوے میں سچا نہیں ہوں تو میری طرف سے عام منادی ہے کہ شیعوں کے بزرگ لوگ میرے اشتہار کے موافق مباہلہ اور مقابلہ کے لئے آویں بیشک اگر وہ آویں تو اللہ جلشانہٗ اُن کی پردہ دری کریگا۔ اور اپنے بندہ کی تائید میں وہ اعجاز دکہلائیگا جو ہمیشہ اپنے خادم بندوں کے لئے دکہلاتا رہا ہے۔ اس طریق سے آپ کرامات کو مشاہدہ کر سکتے ہیں۔ اور آپ مقدرت رکہتے ہیں کہ کسی شیعہ کے مجتہد کو دو چار ہزار روپیہ دیکر میرے دروازہ پر بٹہادیں اور مقابلہ کرادیں تا

ع

تا سیہ رو شود ہر کہ در و غش باشد

(۳) موافق شرائط مطبوعہ کی تحریری بیعت بہی ہو سکتی ہے اگر خداتعالیٰ کی طرف سے وقت صفا میسر آیا تو انشاءاللہ آپ سب صاحبان کے لئے دعا کرونگا والسلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔ یہہ چند سطر محض نصیحت کی راہ سے لکہی گئی ہیں ع

زنہار ... نیست کس ✿ ✿ بر رسولاں بلاغ باشد و بس۔

قرآن کریم
پر
لطیف نوٹ

(نمبر چہاردہم)

سورۃ البقر۔ بقیہ رکوع (۳) ✿

پچہلے نمبر میں ہم نے یُضِلُّ بِہٖ کَثِیْرًا وَّیَھْدِیْ بِہٖ کَثِیْرًا پر ان خیالات کو مدنظر رکہکر بحث کرنے کا ارادہ ظاہر کیا تہا جو بعض لوگ اپنے قصور فہم سے مسئلہ تقدیر کو زیر نظر رکہکر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جس حال میں اللہ تعالیٰ ہی گمراہ کرتا ہے یا ہدایت دیتا ہے تو گمراہ شدہ لوگوں کا کیا قصور ہے؟

مسئلۂ تقدیر پر اصل یوں ہے کہ اس آیت شریف پر اعتراض ضمناً گفتگو کرنے والے کے لئے تو اسی مقام پر جواب موجود ہے۔ وما یضل بہ الا الفاسقین الیٰ الآیتہ اور کسیقدر وضاحت ہم اس آیتہ شریف کے ترجمہ میں کر دکہائینگے رہا مسئلہ تقدیر جسکے مسلمان قایل ہیں۔ اور ہمارے خیال میں ہر ایک دانشمند کو جسکا معترف ہونا چاہئیے اُسکی اصل یوں ہے کہ تقدیر کے معنے لغت عرب اور محاورہ قرآن میں کسی چیز کے اندازہ کرنے اور مقدار ٹہرانے کے ہیں جیسے فرمایا۔ وخلق کل شئ فقدرہٗ تقدیرا۔ اور یہہ بات بہی صاف اور واضح ہے کہ موجودات عالم میں ہر ایک چیز ایک فطرت رکہتی ہے۔ اور اُس فطرت کے موافق افعال اور آثار سرزد ہوتے ہیں۔ اُسکے خلاف ظہور میں نہیں آسکتا ہیں مسئلہ تقدیر کے بیان کرنے میں اسلام نے صرف اس مبارک اصل کو بیان کیا ہے کہ انسان بُرے کاموں کو چہوڑ کر آرام و آسودگی پیدا کرنے والے امور کی طرف متوجہ ہو۔

اب ہم کو کوئی بتلائے کہ اس اصول میں بجز خداتعالیٰ کی صفات کاملہ کے اظہار اور انسان کی بہلائی کے طرق کے بیان کرنیکے اور کیا مدنظر ہے؟ اب ہم اصول تقدیر کے بیان کے بعد چاہتے ہیں کہ اصلی سلسلہ پر گفتگو کریں:

یُضِلُّ بِہٖ کَثِیْرًا ضلال کے معنے قرآن کریم میں مختلف **وَّیَھْدِیْ بِہٖ کَثِیْرًا** آئے ہیں۔ الضلال۔ الھلاک۔ الابطال ۔۔۔۔۔۔ الامتحان۔ الاخذال وغیرہ۔

ضلال کے معنے وہ نتیجہ بد ہی ہے جو بد ضلالت مترتب ہوتا ہے۔ اور تو ہیگا مندرجہ بالا معانی میں سے ہر ایک یہاں چسپاں ہو سکتا ہے۔

یہدی جو ہدایت سے ہے وہ عموماً مندرجہ ذیل معانی میں آتا ہے صدور واقعات فطری کو بہی ہدایت کہتے ہیں اور توفیق اعمال حسنہ ... ہدایت ہی ہے ... اسلام کی تائید کے لئے مبعوث

کہ جنکا نام بہی ہدایت ہی ہے جیسا الذی اعطیٰ کل شئ خلقہ ثم ہدیٰ کے معنوں میں ہی آیا ہے۔ اور جنت کو جلد پہنچا دینے کا نام بہی ہدایت ہے۔

اب یہہ امر صاف اور واضح ہے کہ یُضِلُّ بِہٖ کَثِیْرًا وَّیَھْدِیْ بِہٖ کَثِیْرًا کا بالکل ٹہیک سے کیا مطلب ہے۔ اگر اسکو زمان آئندہ کے لئے بیان کیا جاوے تو اور بہی صراحت سے مفہوم سمجہہ میں آسکتا ہے۔ جیساکہ ہمنے نمبر سیزدہم میں بیان کیا ہے یہہ ایک پیشینگوئی ہے جو کفار کے بُرے دن آنیکی خبر دیتی ہے۔ اور یہہ ہلاکت اور یہہ تباہی فاسقوں ہی کے لئے ہے جو خود اُن کے اپنے ہی ہاتہوں سے اُن پر آنے والی ہے۔ فاسق کون؟ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی شریعت اور احکام کو اُن کے مستحکم ہونے کے بعد توڑتے ہیں۔

عَھْدَ اللّٰہِ عہداللہ سے مراد احکام اللہ ہے۔ اور یہہ لفظ فطرت صحیحہ عقل سلیم اور کتب الٰہیہ پر بہی بولا جاتا ہے

میثاقہٖ میں جو ضمیر ہے اُس کا مرجع عہداللہ ہے۔ اس میثاق سے مراد وہ میثاق ہی ہے جو اہل کتاب سے لیا گیا تہا۔ جسکو دوسرے مقام پر اللہ تعالےٰ نے ان الفاظ میں ادا کیا ہے۔ واذ اخذنا میثاق بنی اسرائیل الیٰ الآیہ۔

الغرض اس آیت میں یہہ ارشاد فرمایا ہے کہ جو لوگ باوصفیکہ اللہ تعالےٰ کے ساتہہ اُنہوں نے عہد کیا۔ باوجودیکہ خود اُنکی فطرت سلیمہ اوامر و نواہی بلاکہ فعل اور ترک فعل کی ہدایت کرتی ہے۔ پہر بہی جو اپنی فطرت سلیمہ کے خلاف عمل کرتے ہیں تو بتلاؤ کہ اُسکا نتیجہ ہلاکت اور ذلت نہو تو کیا ہو؟

یعنے جو لوگ اپنی قواعد فطرت کے خلاف شرائع الٰہیہ کے خلاف کرتے اور اُن کو توڑتے ہیں اور اُن کے خلاف کرتے ہیں اور جن سے تعلق پیدا کرنے کے لئے اللہ تعالےٰ نے حکم دیا ہے اُن سے قطع تعلق کرتے ہیں۔

اَمَرَ اللّٰہُ سے مراد جملہ احکام الٰہی اور تمام مامورمن اللہ اور صلحاء اور علی الخصوص سید الاصفیاء خیر الاتقیاء جناب سرور کائنات محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اور اسی پر بس نہیں کرتے۔ بلکہ زمین پر فساد مچاتے ہیں یعنے اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکتے ہیں اور فتنہ پردازیاں کرتے ہیں۔ پس یہی امور ہیں جو موجب خسارہ ہیں۔ اور ایسے ہی لوگ نقصان اُٹہانے والے ہیں۔

اب ہم نہیں سمجہتے کہ اس آیت میں کیا مشکل رہجاتی ہے ہر ایک فعل پر ایک ایک نتیجہ مرتب ہوتا گیا ہے۔ فاسق یا خاسر ہونا تک اول عہداللہ کو توڑا۔ تو پہر یہہ نتیجہ ہوا کہ مامورین سے بیجا دشمنی پیدا ہوئی۔ اور اُن سے قطع تعلق کیا۔ پہر فساد اور شر پیدا ہوا کیونکہ اپنی بات کی پاسداری کے لئے کہیں جوڑ توڑ کرنے پڑے یہانتک کہ خسران تک نوبت پہنچ گئی۔۔

کیف تکفرون باللہ وکنتم امواتاً فاحیاکم ۔۔۔ الآیۃ

اللہ تعالے کا کیونکر انکار کرتے ہو تم کو نابود سے بود کیا۔ پہر تمکو موت دیگا۔ پہر زندہ کریگا آخر اسی مرجع اور مآب ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالے کی ہستی پر پہر ایک لطیف دلیل دی ہے کیف تعجب کے طور پر آیا ہے۔

حیواۃ سند حسب ذیل معنوں میں آتا ہے (۱) قوت نامیہ جسکے ذریعے سے نباتات اور جاندار بڑہتے ہیں۔ (۲) قوت حاسہ (۳) قوت عاقلہ (۴) غم وہم کا دور کرنا۔ (۵) حیات جاودانی۔ (۶) رزق حلال۔ اور جنت الخلد وغیرہ۔

اور موت کا اطلاق حیات کے بالمقابل معنوں پر ہوتا ہے یعنے جیسی حیات مذکور ہو بالمقابل ویسی ہی موت ماننی پڑیگی۔

موت بمعنے جنگ بہی آیا ہے چنانچہ لقد کنتم تمنون الموت من قبل ان تلقوہ میں موت سے مراد جنگ ہی ہے۔ یعنے کیا اس خدا کا تم انکار کر سکتے ہو جس نے تم کو نطفہ کی حالت میں جب مردہ تھے۔ پہر زندہ کیا۔ جاہل تہے۔ عالم بنایا۔ اور پہر مر کر حشر میں اٹھوگے۔

اور پہر اسکو موکد کر کے یوں فرمایا ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعاً۔ اللہ وہ اللہ ہے جس نے جو کچھہ زمین ہے سب کو پیدا کیا۔ اور پہر ہر چیز سے ہم فائدہ اٹہاتے ہیں۔ پس دنیا میں کوئی ایسی چیز نہیں جو مفید انسان نہ ہو۔

معجزات مسیح پر ایک نظر

بعض نادان کہتے ہیں کہ معاذ اللہ حضرت مسیح ابن مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام مٹی سے پرندے بنا کر اڑایا کرتے تہے۔ ہم کو تعجب آتا ہے کہ یہاں اللہ تعالے فرماتا ہے کہ جو کچھہ زمین میں ہے (اور دیگر مقام میں فرمایا ہے خالق کل شیٔ) یہہ سب اللہ ہی نے پیدا کیا ہے۔ پہر وہی زمین۔ وہی آسمان کونسا ہے جہاں مسیح کے بنائے ہوئے پرند موجود ہیں سوچو۔ اور غور کرو!

ثم استویٰ الی السماء فسوّٰھن سبع سمٰوات

اس آیت پر دو اعتراض کئے گئے ہیں اول تو یہہ کہ آسمان نفس الامر میں کوئی وجود بہی رکہتا ہے یا نہیں۔ اور دوم یہہ کہ وہ واقعہ میں سات ہی ہیں امر اول کا جواب ہم اسی کورس کے نمبر ۲ میں کسیقدر وضاحت سے لکہہ چکے ہیں۔ اسلئے یہاں اسکے تکرار کی ضرورت نہیں ہے۔

سبع سمٰوات کا ثبوت

(۱) دیکہو زمین کی ہوا سے ذرا اوپر کی ہوا لطیف ہے اور اسیطرح ان سے لطیف ہوتی جاتی ہے۔ پہر اگر اسی طرح آسمان کے طبقے ہوں تو کیا ہرج لازم آتا ہے۔ اور قرآن کریم نے نوعیت وجود آسمان کی کہیں تشریح نہیں کی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مختلف طبقات سماویہ کے اقسام سات ہی ہیں۔ آخر ۱۸۸۸ء تک کی اسٹرانومی کی تحقیقات سے پتہ لگتا ہے کہ ستارے چہہ قسم کے ہیں۔ بلس یہہ سارا انتظام ایک نقطہ موہومہ کی طرف جا رہا ہے۔ اور اس سمیت سات اقسام ثابت ہوئے۔

(۳) امور معاد کے متعلق بہی سات آسمان ایک اور رنگ میں نظر آتے ہیں (۱) عالم انسانی (۲) عالم رویا یا مثال۔ (۳) عالم ارواح (۴) عالم برزخ۔ (۵) عالم محشر (۶) عالم دوزخ (۷) عالم جنت۔

(۴) جغرافیکل تحقیقات سے بہی سات ہی آسمانوں کا پتہ لگتا ہے کیونکہ سات سمندر قرار دئے گئے ہیں۔ اور زمین کو بہی سات ہی ٹکڑوں میں منقسم مانا ہے۔

(۵) ان سب باتوں کے علاوہ قرآن کریم نے ہفت آسمان کی ایک اور سچی فلاسفی خود قرآن کریم کے مختلف مقامات میں موجود ہے ثابت کی ہے جس کو ہم تصدیق براہین احمدیہ سے یہاں نقل کرتے ہیں۔

زمین سے لیکر جہانتک فوق میں اللہ تعالے کی مخلوق ہے اس مخلوق کو اللہ تعالے نے ایک تقسیم میں سات حصوں پر منقسم کیا ہے ہر ایک آسمان جسکا بیان اللہ تعالے نے قرآن میں کیا ہے اس کا بیان آیات ذیل میں درج ہے۔

اول وہ مقام جسمیں ہماری لئے کہانے کا سامان رکہا ہے جیسے فرمایا ہے وفی السماء رزقکم وما توعدون

دوم وہ مقام جسکے اندر جانور اڑتے ہیں جیسے فرمایا اولم یروا الی الطیر صافات فی السماء۔

سوم وہ مقام جسمیں اولے بنتے ہیں اور کہیتوں اور باغوں کو ویران کرتے ہیں۔ جیسے فرمایا فانزلنا علے الذین ظلموا رجزاً من السماء بما کانوا یفسقون

چہارم وہ مقام جس میں سے مینہہ آتا ہے جیسے فرمایا وانزلنا من السماء ماءً (الے الآیہ)

پنجم وہ مقام جسمیں ستارے اور نیازک گرتے ہیں جیسے فرمایا۔ ولقد زینا السماء الدنیا بمصابیح (الے الآیہ)

ششم وہ مقام جسمیں ستارے ہیں جیسے فرمایا۔ وجعلنا فی السماء بروجاً وزینٰھا للنٰظرین۔

ہفتم وہ حصہ جوان سب کے اوپر ہے۔ ان مشہود ستاروں سے اوپر بہی کوئی مقام ہے جیسے فرمایا وجنۃ عرضھا السمٰوٰت والارض اعدت للمتقین۔ غرض یہہ تقسیم ہے سبع سمٰوات کی جو خود قرآن کریم نے بیان فرمائی ہے۔ اب کوئی بتلائے اسمیں کیا ہرج لازم آتا ہے

وھو بکل شیٔ علیم

اور وہ اللہ ہر چیز کا علم کامل رکہتا ہے۔ یہاں صفت علیم کے بیان کرنے سے یہہ ستر معلوم دیتا ہے کہ اللہ تعالے نے ھو الذی خلق لکم میں جو خلق اپنا ایک فعل قرار دیا ہے اسکو لفظ علیم کے کہنے سے ثابت کرتا ہے۔ کیونکہ یہہ ایک مسلم بات ہے کہ علم کامل کسی شے کا اس کے خلق پر قادر کر دیتا ہے یا یہہ کہو کہ جو چیز مخلوق ہوتی ہے خالق ہی اسکا عالم کل ہوتا ہے یا بالفاظ دیگر یوں کہہ سکتے ہیں کہ چونکہ اللہ تعالے ہر ایک چیز کا علم کامل رکہتا ہے لہٰذا وہ خالق ہے۔

آریہ غور کریں۔

وہ لوگ جو آریہ کہلاتے ہیں اس مقام پر قرآن کریم کی خوبیوں کو بنظر انصاف دیکہیں اور اپنے مسلمہ عقاید کی تبدیل کریں کہ وہ کہاں تک اللہ کریم کی صفات کو قائم رکہتے ہیں۔ مادہ اور روح اگر اللہ تعالے کی مخلوق نہیں (جیسا کہ آریہ مانتے ہیں) تو وہ ہم کو کوئی ایسی دلیل بتلائیں جس سے اللہ تعالے کا علیم ہونا ثابت ہو۔ ھو بکل شیٔ علیم کہکر آریوں کے اس غلط اعتقاد کی کامل تردید فرمائی ہے۔ اور یہہ احسان عظیم قرآن کریم ہی کا ہے کہ وہ ہر غلط راہ سے بچاتا ہے بشرطیکہ کوئی اس سے فائدہ اٹہانا چاہے۔ اللہ تعالے ہم کو اور ہمارے پڑہنے والوں کو اپنی کلام پاک کی سمجہہ عطا فرماوے۔ اور پہر سمجہہ کے بعد اعمال کی توفیق دے۔

ایڈیٹوریل

عباد الرحمٰن

(نمبر ثانی)

ہم نے پچہلے نمبر میں عباد الرحمٰن کی صفت اول بحث شروع کی ہے اور وہ یہہ ہے یمشون علی الارض ھوناً واذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاماً کسی حد تک اس آیۃ کے دقایق ہم نے بیان کئے ہیں۔ اور آج ایک اور رنگ میں اسے دکہانا چاہتے ہیں۔ یہہ آیۃ دو ٹکڑوں میں منقسم ہے یمشون علی الارض ھوناً۔ واذا خاطبھم الجاھلون قالوا سلاماً۔ ایک معترض کہہ سکتا ہے کہ زمین پر آہستہ آہستہ چلنا کونسی خوبی اور کمال ہے۔ بلکہ یہہ تو ضعف اور کمزوری کا نشان ہے

ھوناً کا لفظ ہی سستی اور کمزوری کے خلاف ہی لایا ہے ہمنے اس آیۃ کا ترجمہ بہی یہہ کیا ہے کہ وہ زمین پر بردباری اور وقار کی چال چلتے ہیں نہ تکبر اور سستی کی

اصل یہہ ہے کہ تمام نیکیوں اور بلند پروازیوں کا چشمہ اس انکساری اور فروتنی ہی سے شروع ہوتا ہے۔ چنانچہ اگر زمین ان تمام مصایب اور تکالیف کو جو زمیندار ہل چلا چلا کر اسکے جگر کو پہاڑ کر پہنچاتا ہے برداشت نکرے تو وہ پہل لانیکے قابل نہیں ہوتی۔ پس یہہ ضروری امر ہے کہ اس نسخہ

پیشتر کہ وہاں ایک لہلہاتا ہوا سبز کہیت ہو۔ گڑہے کہودا جاوے اور مختلف صدمات کا محل بنایا جاوے۔ ٹہیک اسی طرح پر اگر کوئی شخص رحمان کے سایۂ عاطفت میں آکر اسکا مظہر ہونا چاہتا ہے تو اُسکو اپنے دل پر بڑے بڑے جبر و اکراہ برداشت کرنے پڑینگے لوگ ستائینگے مگر اُسے ضروری ہوگا کہ اُن کی تلخ باتوں کا خیال تک نہ لائے۔ غرض جہاں ایک طرف اس آیت میں عام اخلاق فاضلہ و آداب مناسبہ متعلق حرکت و تحمل جمع کرکے لفظ ھونًا میں بہر دئیے ہیں دوسری طرف سالک راہ حقیقت کے لئے اسمیں ایک نشان فرسخ نظر آتا ہے۔

ایک اور بات بہی ہماری سمجہہ میں آتی ہے کہ یمشون علے الارض ہونا سے یہہ بہی مستنبط ہوتا ہے کہ خدا تعالے کا ہر فعل ایک تدریج اپنے اندر رکہتا ہے۔ زمین اور اُسکی تمام عجائبات اور موجودات کو دیکہہ لو۔ ہر ایک میں ایک تدریج کا سبق ملتا ہے۔ اور جب ہم اس رکوع کے اخیر پر نظر کرتے ہیں۔ یا یہہ کہو کہ عباد الرحمن کی صفات کو مطالعہ کرتے کرتے اولئک یجزون الغرفۃ بما صبروا و یلقون فیہا تحیۃ و سلاما تک پہنچتے ہیں تو یہہ راز اور بہی واضح طور پر جلی ہوتا ہوا نظر آتا ہے۔ ابدی تحیۃ اور سلامتی کو بما صبروا کا نتیجہ بتلایا گیا ہے پس شتابکار اور جلدباز الٰہی فیضان سے ہاں رحمانیت کے تام فیض سے بہرہ ور نہیں ہو سکتے۔ بلکہ ابدی سلامتی کو جو بما صبروا کے نتیجے میں فرمایا ہے تو کیا وجہ ہے کہ ہم اُس صبروا سے مراد و اذا خاطبہم الجاھلون قالوا سلاما نہ لیں۔

الغرض عباد الرحمن کی پہلی صفت یہہ ہے کہ وہ ارض اللہ پر تمکنت اور وقار کی چال چلتے ہیں۔ و اذا خاطبہم الجاھلون قالوا سلاما اصل میں یمشون علے الارض ہونا کی ایک لطیف تفسیر ہے یعنے جب جاہل لوگ اُن سے دست و گریبان ہونا چاہتے ہیں تو ایسی راہ چلتے ہیں کہ اُن کو تو شرارت سے روکتے ہیں۔ اور اسطرح پر اُس شرارت کے نتائج بد سے اُن کو محفوظ رکہتے ہیں۔ اور آپ اُن کی شرارت سے بچتے ہیں۔ اسجگہ اللہ تعالےٰ کو یہہ بہی تعلیم دینا مقصود ہے۔ کہ عبد الرحمن کو بہی شفقت علی خلق اللہ کے مدارج کو طے کرنے کے لئے یہہ ضروری امر ہے کہ وہ جہاں بدون خواہش و سوال کے مخلوق سے عام ہمدردی کرے۔ وہاں اُن کے لئے یہہ بہی ایک لازمی بات ہے کہ جیسے اللہ تعالے نے رحمن ہو کر اُن لوگوں کو بہی اپنے اس فیضان سے جو اس صفت کا تقاضا ہے محروم نہیں رکہتا۔ جو اُسکے حضور بے ادبیاں اور بیہودہ گوئیاں کرتے ہیں۔ اور آیات اللہ کی تضحیک اور توہین اپنا شیوہ بناتے ہیں۔ ٹہیک اسی طرح پر عبد الرحمن کے لئے لازم اور ضروری ہوتا ہے کہ وہ اپنی شفقت عامہ اور ہمدردی بنی نوع انسان کو اُن لوگوں تک محدود نہ کرے

جو اُسکے ثناخوان یا طرفدار ہوں۔ بلکہ عام طور پر ہو۔ اس تعلیم دینے سے یہہ امر مفہوم ہوتا ہے کہ چونکہ عبد الرحمن ایک وقت پاکر مکالمہ الٰہیہ کا شرف پانیوالا ہوتا ہے۔ جیسا کہ فرمایا الرحمن علم القرآن۔ اسلئے اُسکے اخلاق کی درستی پہلے سے ہونی چاہیئے۔ اور یہی لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی شان میں آیا ہے۔ وانک لعلیٰ خلق عظیم۔

واذا خاطبہم میں غور کرنے سے یہہ بہی پتا لگتا ہے کہ وہ بیمحل اور بے ضرورت نہیں بولتے۔ جب جاہل اُنکو مخاطب کر لیتے ہیں ان آیات سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اور مکمل تعلیم کا اظہار کرنا بہی مقصود ہے۔ کون ہے جو عربوں کی جہالت شوکت اور ضد سے واقف نہیں۔ وہ نہ تہکنے والی قوم اپنی بات پر ہٹ کرنے والا اگر وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاک نمونہ اور تعلیم سے ایسا ہو گیا کہ اُن کی رفتار و گفتار میں شرارت کی چاٹ تک نہ رہی۔ ہاں عباد الرحمن کی پاک سوسائٹی ایسا ہی بنا دیتی ہے۔

عباد الرحمن کی دوسری صفت } اسکے بعد دوسری صفت عباد الرحمن کی یہہ بیان فرمائی ہے والذین یبیتون لربہم سجدا و قیاما۔ اور وہ وہ ہیں جو اپنے رب کے آگے سجدہ اور قیام میں راتیں گذار دیتے ہیں۔

یہاں ایک غور طلب امر یہہ ہے کہ پہلا لفظ ارشاد فرمایا ہے اور اللہ تعالے توضیح بیان کر رہا ہے عباد الرحمن کی بات یہہ ہے کہ جب انسان سے برتنے اور سلوک کا ذکر آیا تو رحمان کی صفت کو یاد دلایا ہے۔ اور جب خدا سے اپنا تعلق پیدا کرنے کا ذکر فرمایا تو رب کا لفظ فرمایا ہے جو کمال تک پہنچاتا ہے۔ کیونکہ جب تک ربوبیت تامہ کا اثر دل پر نہو انسان کمال تک نہیں پہنچ سکتا۔ علاوہ ازیں ایک بات اور بہی ہے رحمانیت کی صفت ربوبیت کی صفت کے تحت میں کام کرتی ہے پس یہہ ضروری امر ہے کہ ہم رحمانیت کا فیضان اور پرتو حاصل کرنے کے لئے ہاں! ایسا فیضان جو ہمارے دلوں سے اُٹہکر دوسرے دل کو فیض پہنچا سکے۔ پالنے کے لئے جب تک اللہ تعالے کی ربوبیت تامہ سے متصف نہ ہونگے تو وہ رحمانیت کا فیض نہ ہم پا سکینگے۔ اور نہ کسی اور کو پہنچا سکتے ہیں اسلئے اس ترتیب میں اللہ تعالےٰ نے اس امر کا اظہار کیا ہے۔ کہ وہ اپنے اخلاق فاضلہ کے حاصل کرنے کے لئے ربوبیت تامہ سے فیض پاتے ہیں۔ اور چونکہ انسان کی طبیعت اور قوائے آرام پسند اور تنعم کے خواہشمند ہیں۔ اسلئے اگر پوری ہوشیاری اور استقلال سے کام لیا جاوے تو تباہ ہو جاویگا

اندیشہ ہے کیونکہ ربوبیت کا تقاضا یہہ ہے کہ وہ کسی شے یا نتیجہ شے کو مکمل کر دے۔ اب اگر بدقسمت انسان سستی اور کاہلی کا شکار رہتا ہے تو اُسکا از کار رفتہ ہو جانا بہی ربوبیت ہی کا نتیجہ ہے جیسے بارش کا کام ہے کہ وہ مُردہ چیزوں میں ایک زندگی کی روح پہونکدیتی ہے اُسکے لئے یہہ لازم نہیں ہے کہ وہ اعلیٰ درجہ کے درختوں ہی کو سرسبز اور شاداب کرے۔ بلکہ ہر ایک قسم کی جڑی بوٹی رنگ لاتی ہے۔ یہانتک کہ زمین کے نیچے کو دبے ہوئے مواد ردیہ اور فاسدہ بہی ظاہر ہو جاتے ہیں۔ پس عباد الرحمن اُس سستی اور تغافل سے بچنے کے لئے شب بیداری کرتے ہیں۔ اور اُنکی شب بیداری فاسقوں اور فاجروں کی طرح نہیں۔ کیونکہ وہ بہی تو راتوں کو جاگتے ہیں۔ نہیں نہیں۔ کبہی وہ سجدات شکر بجا لاتے ہیں اور کبہی قیام میں کہڑے ہو ہو کر دُعائیں مانگتے ہیں۔

دنیا پر جب ظلمت اور تاریکی کا زمانہ آتا ہے اور سیاہ کاری اور فسق کی رات چہا جاتی ہے۔ اُسوقت عباد الرحمن باوصفیکہ رات کی طرح عام ہوا سستی کی چلی ہوئی ہوتی ہے۔ آرام نہیں کرتے اور اپنے رب سے دُعائیں کرتے ہیں۔ رات کا کمال یہہ ہے کہ طلوع سورج کی بشارت دیتی ہے۔ اسیطرح سے اُن کی زاری والی وہ وقت پیدا کر دیتی ہیں کہ وہ ظلمت دُور ہو کر نور کا زمانہ آتا ہے اور کوئی مامور من اللہ دنیا میں آکر اپنا فیض پہنچانے لگتا ہے

(باقی تیسرے نمبر میں)

ضروری یادداشت

ہمنے اس سے پیشتر بہی اپنے ناظرین اخبار کو توجہہ دلائی تہی کہ اخبار الحکم کے ساتہہ حضرت اقدس جناب امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بحیثیت منیجر۔ پروپرائیٹر یا ایڈیٹر کسی قسم کا تعلق نہیں ہے۔ بلکہ اخبار کا مالک منیجر اور ایڈیٹر خاکسار شیخ یعقوب علی ہے۔ اسلئے جملہ قسم کی خط و کتابت متعلق اخبار و ترسیل زر چندہ وغیرہ ایڈیٹر اخبار الحکم کے نام سے ہونی چاہیئے۔ بعض احباب خطوط متعلقہ اخبار حضرت اقدس کے نام لکہتے ہیں جس سے ایک تو اُنکے خطوط کی تعمیل میں دیر ہوتی ہے۔ دوسرے حضرت اقدس کے گرامی اوقات میں بڑا ہرج ہوتا ہے۔ لہٰذا

آئندہ کے لئے ہمیشہ اسی امر کو ملحوظ رکہا جاوے کہ ہر ایک قسم کی خط و کتابت متعلق اخبار ہمارے نام ہو اور زرچندہ اخبار کے لئے ہماری ہی دستخطی رسید مصدقہ ہوگی

خاکسار یعقوب علی ایڈیٹر
اخبار الحکم قادیان دار الامان

رپورٹ جلسہ سنہ ۱۹۰۰ء

اس میں شک نہیں کہ رپورٹ جلسہ ۱۹۰۰ء کے انطباع اور اشاعت میں امید سے زیادہ توقف ہوگیا ہے مگر چونکہ رپورٹ مذکور میں معمولی اور عام باتیں نہیں جو دیگر معمولی جلسوں کی رپورٹوں میں ہوتی ہیں - بلکہ جیسا کہ یہہ جلسہ اپنی نوعیت میں ایک بےنظیر اور افضل ترین جلسہ ہوتا ہے - اسی طرح یہہ رپورٹ باوصفیکہ پورے ایک سال کے بعد شایع ہوتی ہے مگر ابھی تک بھی وہ گل نو کی طرح مشام روح کو معطر کر رہی ہے - اور آیندہ کرتی رہیگی - اسلئے کہ اُسمیں حضرت اقدس اور جناب مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی - اور حضرت مولوی نورالدین صاحب بھیروی کی وہ تقریریں درج ہیں جو لطایف اور حقایق قرآنی کا بےنظیر گلدستہ ہیں - علاوہ ازیں اس سے پیشتر کبھی اس طرز پر سالانہ رپورٹ کے مرتب کرنے کا انتظام نہیں کیا گیا تھا - اسلئے بھی بہت سی دقتوں کا سامنا کرنا پڑا - مگر باین ہمہ مشکلات ہم نہایت خوشی سے ظاہر کرتے ہیں کہ اس جلسہ سالانہ پر آنیوالوں کے لئے یہہ سالانہ تحفہ ایک بےنظیر تحفہ ہوگا - جو عنقریب ایک ہفتہ تک بالکل طیار ہو جائیگا - اس رپورٹ کے مکمل کرنے کی جرات ہم کو ہمارے مخدوم مولانا مولوی عبدالکریم صاحب سیالکوٹی نے لائی تھی - اور صرف جرات ہی نہیں بلکہ عملی طور پر بھی اُنہوں نے ہر طرح سے اسکی اشاعت صحت میں مدد دی جزاھم اللہ احسن الجزاء

ہم مندرجہ ذیل احباب کی امداد کے بھی شکر گذار ہیں جنہوں نے اسکی اسقدر جلدیں خرید فرمانے کا وعدہ کیا جو اُن کے اسمائے گرامی کے محاذی درج ہیں - ہم کو امید ہے کہ دوسرے احباب بھی اس کار خیر میں حصہ لیکر ہماری حوصلہ افزائی کرینگے - اور عنداللہ ماجور ہونگے - اور ہمارے یہہ معاونین جیسا کہ اُنہوں نے وعدہ فرمایا ہے - دریں امداد سے ہم کو شکر گذاری کا موقع دینگے - اُن احباب کے لیئے ہم زیادہ شکر گذار ہیں جنہوں نے بطور امانت پہلے ہی کچھ رقم بھیجکر کارخانہ کی اعانت کی - اُنکی مرسلہ رقم بھی اُنکے اسمائے گرامی کے سامنے درج ہے - رپورٹ کے مضامین کی فہرست بھی ہم معاونین کے نام درج کرنے سے پہلے درج کرتے ہیں -

فہرست مضامین

اسمائے معاونین رپورٹ

(۱) جناب پیرزادہ قمرالدین صاحب افسرمال کوہاٹ - - ۵۰ جلد (آٹھہ روپیہ پیشگی دے چکے ہیں)

(۲) معرفت منشی تاج دین صاحب جماعت لاہور - - - - - ۱۰۰ جلد

(۳) عالیجناب مرزا خدابخش صاحب تحصیلدار مالیرکوٹلہ - - - - ۱۰ جلد

(۴) عالیجناب منشی نواب خاں صاحب تحصیلدار جہلم - - - - - ۵۰ جلد (پانچ روپیہ پیشگی دے چکے ہیں)

(۵) جماعت سیالکوٹ - - - - - - - - - - ۵۰ جلد

(۶) جماعت کپورتھلہ - - - - - - - - - - ۲۵ جلد

(۷) عالیجناب ماسٹر قادر بخش صاحب ٹیچر مشن سکول لودہیانہ - - - ۵ جلد

(۸) عالیجناب خلیفہ نورالدین صاحب تاجر کتب جموں - - - ۱۰ جلد

(۹) عالیجناب چودہری رستم علی خاں صاحب کورٹ انسپکٹر - - - للعہ روپیہ کی جسقدر جلدیں آویں - (دو روپیہ پیشگی دے چکے ہیں)

(۱۰) عالیجناب مولوی سید محمد احسن صاحب امروہوی - - - - - - ۵ جلد

(۱۱) عالیجناب منشی نبی بخش صاحب کپارٹمیر شملہ - - - - - - ۲۵ جلد

(۱۲) عالیجناب حافظ محمد یوسف صاحب ضلعدار درجہ اول نہر بار دوآب - امرتسر - - - - - - - - - ۵ جلد

(۱۳) عالیجناب مرزا نیاز بیگ صاحب پنشنر ضلعدار ریش کلانور - - - چند جلد

رپورٹ ہذا ۲۲ دسمبر سنہ ۱۹۰۰ء تک انشاءاللہ بالکل تیار ہو جاویگی - اور جلسہ میں معاونین کو دیکا دیگی - جو صاحب چاہیں کہ جلسہ سے پہلے اُن کے نام طیار ہوتے ہی روانہ کر دیجاوے تو وہ اطلاع دیدیں - قیمت رپورٹ کی متعلق ہم اگلے اشتہار میں فیصلہ کر دینگے -

الحکم کی نسبت قومی آواز

اور

ناظرین سے چند باتیں

الحکم کی ضرورت کو تو عام طور پر محسوس کیا گیا ہے - اسکے ساتھہ ہی اسکے مضامین اور اُسکی خدمات کا اعتراف بھی ہمارے بالغ خرد ناظرین نے جس مسرت اور زادہ دلی سے کیا ہے - وہ گو ہمارے لئے ایک سرمایہ ناز ہے مگر ہم جانتے ہیں کہ الحکم میں ابھی کسقدر اصلاحوں اور ضرورتوں کے رفع کرنے کی ضرورت ہے - اسکی ترتیب کے متعلق جو ہمارے خیالات ہیں وہ ہم بعض وجوہات سے پورا نہیں کر سکتے جنکے اظہار کے لئے ہم کسی مناسب موقع کے منتظر ہیں - جسقدر خطوط الحکم کے متعلق ناظرین کی شکر گذاری سے لبریز موصول ہوئے ہیں وہ محض اُنکی حسن ظنی ہے اور قدر دانی - ورنہ من آنم کہ من دانم -

ہمنے کچھ عرصہ پیشتر الحکم کی توسیع اشاعت اور بعض دیگر ضروری باتوں کی طرف توجہ دلائی تھی - مگر چند ہی روز کی توجہ کے بعد اُن پر عدم توجہی کی شکایت ہمکو ناظرین سے کرنی پڑتی ہے - لیکن ہم اسمیں اپنا ہی قصور سمجھ لیتے ہیں کہ شاید ابھی الحکم کی وہ حالت نہیں کہ وہ اپنی ضروریات اور ضرورت کی طرف ناظرین کو خود بخود متوجہ کر سکے - اسلئے ہمنے پھر تحریک نہیں کی - مگر بعض قدردانوں کے خطوط ہم کو مجبور کرتے ہیں کہ ہم پھر توجہ دلائیں - اسلئے ہم سردست کچھ بھی کہنا نہیں چاہتے - اور کسی مناسب موقع پر جبکہ سب احباب جمع ہوں - اس سوال کو اُٹھائینگے - فی الحال ہم اپنے کرمفرما کے خط کا ایک حصہ لغرض ملاحظہ ناظرین چھاپ دیتے ہیں - ناظرین اسپر توجہ فرمادیں - اور اپنی اپنی رائے سے مطلع فرما دیں وھو ھذا

السلام علیکم! الحکم کوئی ایسا معمولی پرچہ نہیں ہے اور اسکا مقصد سوداگری یا دوکانداری بھی عام اخباروں کی طرح نہیں - تو پھر کیا وجہ ہے کہ وہ ایسے کمزور اور پتلے کاغذ پر شایع ہوتا ہے ...... میری رائے میں آپ اس پرچہ کو اعلے درجہ کے کاغذ پر شایع کرنے کا احسن انتظام کریں - اور خوشخط کاتب پیدا کرکے عمدہ جلی قلم سے لکھائی کرنیکا بندوبست بھی ضروری ہے ماسوا اسکے جیسا کہ یہہ پرچہ اپنی رنگت میں یگانہ ہے ویسا ہی یہہ اپنی وضع قطع اور انتظام میں بھی یگانگی اختیار کرے ....

یہہ گوہر بےبہا ایسی گدڑیوں میں دیکھکر مجھے حسرت آتی ہے - اس پرچہ کی بنیاد ایسی ہونی چاہیئے کہ ہم لوگ اسکو مجلد کراکر اپنی آیندہ نسلوں کے واسطے تحفہ چھوڑ سکیں - اب بھی یہہ مجلد ہو سکتا ہے مگر وہ شان و شوکت نہیں - تین روپیے کے عوض آپ چھہ روپیہ قیمت کر سکتے ہیں - مگر کاغذ اور چھپائی اعلے درجہ کی ہو - اگر الحکم کے خریداروں کی طرف سے ڈبل قیمت دینے میں آپ کو کسیطرح کا خیال ناامیدی ہے تو مجھے بڑا ہی افسوس ہے کہ ہمارے دوستوں نے اسکی قدر نہیں کی اور وہ اس پرچہ کا منشا ہی نہیں سمجھے - اچھا آپ پرچہ میں چھاپ کر معلوم تو کریں کہ اس قسم کے خریدار کسقدر ہیں - اور اُن میں سب سے اول میں ہوں ...... الخ

شیخ عطاء محمد سب اوورسیر چھاونی میانمیر

ایڈیٹر:- ہمارے مخدوم شیخ صاحب کو الحکم سے جسقدر محبت ہے اُسکا اندازہ آپ کے خط ہی سے نہیں بلکہ اُس عملی حالت سے ملتا ہے جو آپ نے الحکم کی امداد میں ظاہر کی۔ یعنے دو خریدار اپنی جیب خاص سے پیشگی قیمت مرحمت فرما کر دیئے۔ اور ٹریکٹ سیریز کی ۵۰ کاپیاں خرید کرنے کا ارشاد فرمایا۔ **جزاھم اللہ احسن الجزاء۔**

ہم شیخ صاحب کی مناسب اور ضروری تجاویز کی دل سے قدر کرتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں کہ الحکم ایسا ہی ہو۔ جیسا کہ اُسکا نام الحکم ہے۔ ہمارے بعض احباب نے اور خود ہم نے الحکم کے متعلق بیشتر خوابیں دیکھی ہیں۔ ان پاک تحریکوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ وقت قریب ہی ہے کہ الحکم ایک اعلیٰ درجہ کی شان سے اشاعت پذیر ہو۔ ہم اپنے قدردان ناظرین سے نا امید نہیں اُن کو الحکم سے جسقدر محبت ہے اُسکے اظہار کے لیے دیکھو وہ کثیر التعداد خطوط موجود ہیں جو ہر روز چلے آتے ہیں۔ اور اگر ہم کو خود ستائی کا خیال نہوتا تو اُن سب کو الحکم کی نسبت قومی آواز کے عنوان سے چھاپ دیتے۔ اگر شیخ صاحب کی مندرجہ تجویز پر ہمارے احباب عمل کرینگے اور امید ہے کہ ضرور کرینگے۔ تو ہم شروع جنوری ۱۸۹۹ء سے انشاء اللہ الحکم کو ایک نئی شان میں اشاعت دے سکینگے بہر لحظ ہم اپنے قدردانوں کی رائیوں کے منتظر ہیں۔ ہم نے ارادہ کیا ہے کہ انشاء اللہ العزیز ۲۲ دسمبر ۱۸۹۸ء کا نمبر اُس نمونہ پر شایع کریں جو اس تجویز پر عمل ہونے کی صورت میں جنوری ۱۸۹۹ء سے ہم نکالنا چاہتے ہیں۔ اسلئے ۲۲ دسمبر ۱۸۹۸ء کا پرچہ بفضلہ تعالٰے قابل دید ہوگا۔

یوگنڈا ریلوے کے پلیٹ لے انگ اور سرفیسنگ ڈویزن میں اہل اسلام سب آرڈینیس کا اتفاق

نمبر دوم

دوستو جب مرا ایام بہلے آوینگے
وصل کی گھات ہمیں آپ ہی بتلاوینگے

پہلا کام جو اُن صاحب نے اپنے ڈویزن میں کیا۔ یہہ ہے کہ جب اُنہوں نے بعض سب آرڈینیٹ کو باوجود اہل اسلام ہونے کے ایک سخت درجہ نفاق اور بغض اور حسد اور کینہ اور ایک دوسرے کو ذلیل اور حقیر کرنیکی خواہش میں مبتلا پایا۔ اور دیکھا کہ بعض اُنکے اس امر میں خوش ہیں کہ اپنی قوم کے ممبروں کو دست و پا بزنجیر دیکھیں۔ تو اُن کو قوم کی اس حالت پر سخت افسوس ہوا۔ اور اُنہوں نے اپنی محنتوں اور کوششوں سے اُن تمام کانٹوں کو کاٹا جو اتفاق کے راستہ اختیار کرنے میں پڑے ہوئے تھے۔ اور با اختیار صاحبوں کو تبلایا کہ اُن اختیارات پر پہولنا نہ چاہیئے۔ تکبر کا سر نیچا ہوتا ہے۔ اور اُن کے بیانات اور اخلاق سے ایک قسم کی قومی ہمدردی کی روح اس ڈویزن میں پہونچ گئی۔ چنانچہ وہی اہل اسلام جو کہ آپس میں سخت دشمن تھے۔ اب دوست اور بھائی ہیں۔ اور ایک دوسرے کی ترقی اختیارات و عزت و مال کے خواہاں ہیں۔ ہمیں یہہ بہی معلوم ہوا ہے کہ یہہ صاحب اکثر سب آرڈینیٹوں کو شہر ممباسہ جانے سے روکتے ہیں۔ اس خیال پر کہ وہاں جاکر اکثر لوگ بعض ایسے امور کے مرتکب ہو جاتے ہیں جو اُن کے جسمانی و مالی نقصان کا موجب ہوتے ہیں۔

تو یہہ وہ اتفاق ہے جو اس ڈویزن کے اہل اسلام کو ایک نعمت الٰہی کے رنگ میں حاصل ہوا۔ اور جس ذریعے سے یہہ حاصل ہوا اُسکی قدرشناسی کے لئے ہمنے چاہا کہ یہہ مضمون لکھیں تا ہمارے قومی بھائی اس نعمت کا شکر ہر رنگ میں ظاہر کریں۔ اور یہی وہ دستگیری ہے کہ ایک بڑی نازک حالت میں ہمارے اہل وطنوں کے ساتھہ کی گئی۔ ورنہ قریب تہا کہ گذشتہ واقعات کی طرح بعض شخص ذلیل کیئے جاتے اور اُن کی عزت اور مال کو نقصان پہنچتا۔ اور یہی وہ سلسلہ جسمانیات کا ہے کہ جسکو عبرۃ کی نظر سے دیکھکر ہمارے قومی بھائیوں کو اللہ تعالٰے کے لاتبدیل قانون کی طرف غور کرنی چاہیئے۔ اور دیکھنا چاہیئے کہ اگرچہ ہم تعلیم یافتہ تھے اتفاق کے مضامین نظر سے گذرے ہوئے تھے۔ بلکہ اسکے لیکچر بہی مدرسوں میں دیئے تھے۔ مگر باوجود علم ہونے کے عملی حالت میں ہم اُسکی کوئی شکل پیدا نہیں کر سکتے تھے۔ اور وہ راہیں ہم پر نہیں کہلیں جن سے ہم اس منزل تک پہنچ سکتے۔ بلکہ ہماری کوششوں نے ہمیں راہ سے بے راہ ڈالدیا اور ہم اتفاق کی جنت کی طرف جاتے جاتے راستہ بہول کر نفاق کے دوزخ کے کنارہ پر پہنچگئے۔ اور قریب تہا کہ اُسمیں گر کر جل جاتے۔ مگر ہماری دستگیری کی گئی۔ اور ہمارا ہاتھہ پکڑ کر نکالا گیا۔ پہر ہمارے قومی بہائی یہہ دیکھیں کہ جن لوگوں نے انمیں سے اپنے خداداد علم اور عقل سے کام لے کر اپنے ارادوں کو بدلا اور محنت میں لگ گئے اُنہوں نے اُسکا پہل کہالیا۔ اور جنہوں نے انکار کیا۔ اور ارادوں کو نہ بدلا جو اُن کے نفس میں بیٹھگیا اُسی کے مقلد بنے رہے۔ وہ ابہی تک حسد کے دوزخ کی آگ میں جل رہے ہیں اور اپنی بعض کرتوتوں کی زنجیروں میں ایسے جکڑے ہیں کہ باوجود بار بار بلانے کے ہرگز اُن کی طرف نظر نہیں کرتے چونکہ اس محکمہ میں ہمارے بعض احباب ایسے بہی ہیں جو ہمارے مکتب میں ہم جماعت رہ چکے ہیں۔ اور بعض ہمارے اہل وطن ہیں جو شہر لاہور کے رہنے والے ہیں۔ اور بعض وہ ہیں کہ اُن کے اقارب ہمارے پیر و مرشد ملہم مرزا غلام احمد قادیانی کے ساتھہ تعلق بیعت رکھتے ہیں۔ اسلئے ایک بنی نوع انسان کی سچی ہمدردی کے خیال نے ہمیں مجبور کیا کہ اپنے قومی بھائیوں کو اُن انعام الٰہی سے خبر دیجائے جو اس زمانہ میں نازل ہو رہے ہیں۔ اور اُن کی فلسفی سمجھانے کے لئے اللہ تعالٰی کی صفت رحمانیت مختلف طور سے اُن کے ہر حال و قال و معاملات میں عجیب عجیب تغیر پیدا کر رہی ہے۔ اور زمانہ اپنے سرد و گرم دکہا کر زبان حال سے اُنہیں اللہ تعالٰے کا لاتبدیل قانون انسان کی نجات کے لئے بیان کر رہا ہے۔ یہہ دستگیری جو ہمقوت اس محکمہ میں اہل اسلام کی کی گئی کیا وہ اُن کو یہہ سبق نہیں دیتی کہ اللہ تعالٰے ہر زمانہ میں بنی نوع انسان کی نازک حالت دیکھکر اُن کی دستگیری کرتا ہے۔ اور جیسے کہ ایک قومی اتفاق نہونے سے قوم کی حالت بگڑ جاتی ہے۔ اور سختی اور تباہی کا مقابلہ آپڑتا ہے۔ اور جگہہ خالی پاکر ہر ایک مخالف حملہ کی کوشش کرتا ہے۔ اسیطرح جب انسان شرارت اور ظلم اور فساد کے کام کرتا ہے تو اُسکے روحانی قوائے منتشر ہو جاتے ہیں۔ اور بے ایمانی اور دغا بازی فحش وغیرہ جگہہ خالی پاکر اُسکے دل میں گہر کرتے جاتے ہیں جیسے خدا کا یہی قانون ہے کہ انسان کو اُسنے ترتیب دینے کے لئے معلم اُستاد اور کاریگر بنائے۔ جو اُن کو اُن کے جسم کی حفاظت کے طریقے بتاتے ہیں۔ فاقہ اور بہوک کے عذاب سے بچنے کے لئے ہنر سکہلانے میں تعلیم دیتے ہیں۔ دنیا میں ترقی کرنے کے ذریعے بتلاتے ہیں۔ اسیطرح اُسنے روح کو صفات رذیلہ سے بچانے اور صفات محمودہ سے متصف ہونیکے لئے۔ اخلاق اعلیٰ کے حصول کے لئے ہر ایک قسم کے رنج و فکر سے نجات دیکر امن اور آرام کی زندگی بسر کرنے کے لئے ایک سلسلہ روحانی معلموں کا بہی رکہا ہے جو روح کو ہر ایک صفت رذیل سے پاک کر کے اس قابل بناتے ہیں کہ وہ اللہ تعالٰے کی طرف سے فیض پا سکے۔ اور چونکہ نجات کا امر بہت ہی نازک تہا اسلئے اُسکا سلسلہ اُسنے عام مخلوقات پر نہیں چہوڑا کہ جیسے دنیا میں کاریگر اور معلم ہر پیشہ اور ہنر کے خود بخود ہی پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ بلکہ اس سلسلہ نجات کا وہ خود ضامن ہوا۔ اور جس کتاب کی اتباع پر نجات منحصر تہی اُسکی حفاظت اپنے ذمہ لی اور کہا **انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون** ۔ اور اپنے فیض خاص سے خود تعلیم دیکر وہ ہمیشہ اپنی طرف سے ایسے معلم ہر زمانہ میں سچیار بنا کے [illegible] جو نجات کا طریق اور اُسکے حصول کا رنگ ڈہنگ بتلاتے رہتے ہیں۔

کوئی زمانہ اور صدی ان بطلوں سے خالی نہیں رہا۔ اور نہ یہہ چودہویں صدی خالی ہے۔

غرضکہ ابوشاہ محمد صاحب کی تشریف آوری ہی مسلمانان سرفینگ ڈویزن کے لئے ایک بڑی برکت اور عمدہ سبق دینے والی چیز ہے۔ بشرطیکہ دیکھنے کے لئے آنکھیں اور سننے کے لئے کان اور سمجھنے کے لئے دماغ اور قبول کرنے کے لئے دل ہو۔ اور ہمیں کامل امید ہے کہ اس محکمہ کے مسلمان سب آرڈی نیٹ اس برکت سے فائدہ اٹھا کر ضرور آپکی قدردانی کرینگے۔ اور اگرچہ یہہ اتفاق بھی ایک قابل فخر ہے جس کے شایع کر دینے کی ضرورت ہمیں محسوس ہوئی ہے۔ مگر ساتھ ہی ہم اسبت کو کھول دینے سے باز نہیں رہ سکتے کہ ان صاحبوں کو اپنی ترقیات کی حد یہیں تک جان کر اور صرف اس وہمی سیل جول اور آؤ بھگت کو ہی فخر اسلام سمجھکر نہیں بس کر دینا چاہیئے۔ کیونکہ ایسے اتفاق ہم دیکھتے ہیں کہ بعض دوسری قوموں میں بھی موجود ہیں۔ بلکہ آپکی نظیریں اس سے بھی بڑھکر ہیں۔ اور محض ترقی جاہ و منزلت کبھی کسی دانشمند کی نظر میں قابل عزت نہیں ہوا کرتی۔ جب تک اُس کا ٹھیک ٹھیک استعمال نہیں ہوتا۔ اگر صرف حصول دنیا کے لئے آپس ایسے ہی مل بیٹھنا جیسے کہ مُردار پر بہت سارے گدھ جمع ہو جایا کرتے ہیں کسی مذہب یا قوم کا فخر ہوتا ہو تو پھر آجکل اُس میں عیسائی اور یہودی کچھہ کم نہیں ہیں۔ مگر ہمارے مخاطب احباب میں سے کوئی بھی ایسے نہیں ہیں جو اُن کی دولتمندی کی وجہہ سے یا اون کی خشک قومی ہمدردی کے خیال سے اُن کے باطل اصولوں کو سچے تسلیم کر لیتے ہوں۔ اور جبکہ لیت میں وہ خود نہیں تسلیم کرتے تو اس امر کو ہم کو زیادہ واضح کر کے لکھنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ جبکو ادنیٰ سی عقل ہو وہ بھی جان سکتا ہے کہ جب میری اپنی رائے میں ہی دوسری اقوام غیر از اسلام صرف دولتمندی اور جاہ کی لحاظ سے اپنے مذہب پر فخر کرنیکی مستحق نہیں ہیں۔ جب تک کہ اپنے مذہب کی تعلیم کو وہ راستی اور پاکیزگی پر مبنی علمی اور عملی حالت میں نہ ثابت کریں۔

تو ایسا نادان وہ کب ہوگا کہ اپنی ہمت اور طاقت کو صرف حصول دنیا اور عز و جاہ میں رات دن صرف کر دینا ہی فخر اسلام جانتا ہو۔ دنیا کی تاریخ پڑہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ مختلف زمانوں میں مختلف حکمران سر ولایت میں گذرے۔ کسی نے ظلم سے اپنی سلطنت بڑہائی۔ اور کسی نے خلق اللہ کی حقیقی خدمتگذاری سے اور اسلام ایسا مذہب نہیں ہے کہ جو حکم الٰہی کے صراط مستقیم دکھلانے میں پیچھے رہگیا ہو اور اگرچہ مثل بعض دوسری سلطنتوں کے اہل اسلام کو بھی ایک بڑی وسعت حکمرانی کی نصیب ہوئی۔ مگر اس پہلو میں جو نمونہ قابل فخر اہل اسلام کے خلفائے راشدین نے دکھلایا ہم اسکی نظیریں دوسری قوموں میں کم ملینگی۔ مثلاً خلیفۃ المسلمین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا باوجود بادشاہ ہونے کے پیوند لگا کر گذارہ اپنا ہیں حساب کر کرنا اور ــــ (باقی آئندہ)

مرزا صاحب کے اعلان مورخہ ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء

ایک پر غور نظر (قابل توجہ گورنمنٹ عالیہ)

گذشتہ اشاعت الحکم میں ہم جناب مرزا غلام احمد صاحب چیف آف قادیان کے اوس گرانقدر اعلان کو جو ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کو جناب ممدوح کی طرف سے شایع کیا گیا ہے درج کر چکے ہیں۔ اوس پر ہم کو کسی قسم کے ریمارک کرنیکی ضرورت نہ تھی کیونکہ اعلان مذکور کی اشاعت کی غرض اون آئے دن کے جھگڑوں کا انفصال ہے جو عام لوگوں کی نظر میں ایک طرف مذہبی حیثیت سے اور گورنمنٹ کے سامنے پولیٹیکل حیثیت سے دکھائے جاتے ہیں اور اس پیرایہ میں زینت کرنے کی کوشش کی جاتی رہی ہے کہ عوام اور گورنمنٹ کی نظر میں ایک ایسے شخص کی نسبت برے خیال پیدا کرنیکا موقع دیا جائے جو اپنی بے لوث زندگی میں ایک پہلو سی امن پسند وفادار اور فرمان پذیر اور گورنمنٹ عالیہ کے معتمد اور رئیس خاندان کا چیف ممبر ہونیکی حیثیت میں دوسرے پہلو سے ممتاز ہے۔ اعلان مذکور کی اشاعت میں یہ امر بھی ملحوظ رکھا گیا ہے کہ اوس خوفناک تحریر کو بند کیا جاوے جسپر بارہا ہم کو بذریعہ اخبار اور اکثر معززین کو بذریعہ میموریل خاص گورنمنٹ عالیہ کو توجہ دلانی پڑی ہے چنانچہ جعفر زٹلی لاہوری کے اشتہارات اور ضمیمہ اور اشاعۃ السنہ کے رسالے جن لوگوں نے دیکھے ہیں وہ فیصلہ کر سکتے ہیں کہ اونمیں طرز بیان کس قسم کا ہے۔ ہم پبلک سے نہیں گورنمنٹ ہی کے حضور عرض کرتے ہیں کہ اوسکی نظر سے بھی وہ رسایل اور اشتہارات گذرے ہونگے جو مندرجہ بالا اشخاص کی طرف سے شایع ہوئے ہیں مشتے نمونہ از خروارے وہ اشتہار ہی شاہد ہے جو مرزا صاحب کے اس اعلان مورخہ ۲۱ نومبر کے ہمراہ شایع کیا گیا۔

چونکہ اکثر اخبارات اور اشتہارات میں اون لوگوں نے خصوصاً مولوی محمد حسین بٹالوی نے جسکی نسبت گورنمنٹ عالیہ کے ایک وقت میں ایک ذمہ دار افسر ڈسٹرکٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کپتان ایم ڈبلیو ڈگلس صاحب بہادر سابق ڈپٹی کمشنر ضلع امرتسر و گورداسپور نے اپنی یہ رائے لکھی تھی کہ

I consider sufficient
evidence has been
regarding the hostility of the
witness to the Mirza etc.

ظاہر کیا ہے اس خیال کے جو محمد حسین کو مرزا صاحب سے ہے کہ میں سمجھتا ہوں کہ اس امر کی کافی شہادت ملی چکی ہے کہ گواہ کو مرزا صاحب سے عداوت ہے۔ اکثر مضامین ایسے طور پر شایع کئے جاتے ہیں جس سے گورنمنٹ عالیہ کو دکھایا جاوے کہ گویا کوئی امر خطیر و ہم عظیم ہے لہذا ہم نے مناسب سمجھا کہ اس اشتہار پر چند ریمارک کریں۔

اولاً اشتہار مذکور کی اشاعت بجز مندرجہ بالا غرض کے اور کوئی غرض مقصود نہیں بلکہ جب مرزا صاحب نے مذہبی مناظرات کے متعلق عام امن اور صلحکاری کے پھیلانے کیلئے مناسب تجاویز بغرض منظوری گورنمنٹ عالیہ بذریعہ ایک خاص میموریل پیش کی ہیں جو ہمارے ان کالموں میں بھی شایع ہو چکا ہے اور گورنمنٹ کے ہر ممبر کو معلوم ہے۔

ثانیاً ـ مرزا صاحب ممدوح نے خاص طور پر کسی شخص کے متعلق یہ اعلان نہیں دیا جس سے سمجھا جاوے کہ کسی دل آزاری کے خیال سے شایع کیا گیا ہے۔ بلکہ ہمیں عام طور پر مرزا صاحب نے یہ دعا کی ہے کہ اے میرے ذوالجلال پروردگار اگر میں تیری نظر میں ایسا ہی ذلیل اور جھوٹا اور مفتری ہوں جیسا کہ محمد حسین بٹالوی نے اپنے رسالہ اشاعۃ السنہ میں بار بار مجھکو کذاب اور دجال اور مفتری کے لفظ سے یاد کیا ہے اور جیسا کہ اوس نے اور محمد بخش جعفر زٹلی اور ابوالحسن تبتی نے اس اشتہار میں جو ۱۰ نومبر ۱۸۹۸ء کو چھپا ہے میرے ذلیل کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہیں رکھا تو میرے مولیٰ اگر میں تیری نظر میں ایسا ہی ذلیل ہوں تو مجھ پر تیرہ ماہ کے اندر یعنی ۱۵ دسمبر ۱۸۹۸ء سے پندرہ جنوری ۱۹۰۰ء تک ذلت کی مار وارد کر اور ان لوگوں کی عزت اور وجاہت ظاہر کر اور اس روز کے جھگڑے کو فیصل فرما۔ لیکن اگر اے میرے آقا میرے مولیٰ میرے منعم میری ان نعمتوں کے دینے والے جو تو جانتا ہے اور میں جانتا ہوں تیری جناب میں میری کچھ عزت ہے تو میں عاجزی سے دعا کرتا ہوں کہ ان تیرہ مہینوں ہی میں جو ۱۵ دسمبر ۱۸۹۸ء سے ۱۵ جنوری ۱۹۰۰ء تک شمار کئے جائیں شیخ محمد حسین اور جعفر زٹلی اور تبتی مذکور کو جنہوں نے میری ذلیل کرنیکے لئے یہ اشتہار لکھا ہے ذلت کی مار سے دنیا میں رسوا کر۔ غرض اگر یہ لوگ تیری نظر میں سچے اور متقی اور پرہیزگار ہیں اور میں کذاب اور مفتری ہوں تو مجھے ان تیرہ مہینوں میں ذلت کی مار سے تباہ کر اور اگر تیری جناب میں مجھے وجاہت اور عزت ہے تو میرے لئے یہ نشان ظاہر فرما کہ ان تینوں کو ذلیل اور رسوا کر اور ضربت علیہم الذلۃ کا مصداق کر آمین ثم آمین۔ یہ دعا ہے جس ہر دو فریق کیلئے دونی اور سچی ذلت کی دعا مقصود ہے وہ کر گئی ہے۔ نہ مرزا صاحب نے اپنی آپ کو باہر رکھا ہے۔ اونکو دونو فریق خدائی فیصلہ کے نیچے ہیں جیسا کہ مرزا صاحب نے اسی اشتہار کے صفحہ ۳ کی چوتھی پانچویں چھٹی سطر میں صراحت کر دی ہے۔

رابعاً۔ اون الہامات میں جو جناب مرزا صاحب نے اپنی اس دعا کے بعد ہونیوالی ذلت اور خواری کا ذکر ہے اور مرزا صاحب کی دعا میں دنیا میں رسوا کر دینے کا ہے جو خاص طور پر مطلب ہیں بلکہ جزاء سیئۃ بمثلہا و ترہقہم الذلۃ کے الہام اس امر کی اور بھی صراحت کرتے ہیں کہ وہ جناب مرزا صاحب کے مقابلہ میں جس قسم کی بدیاں اور شرارتیں سوچتے ہیں اوسی رنگ میں وہ ذلیل ہونگے کیا محمد حسین یا جعفر زٹلی وغیرہ ہم کو بتلا سکتے ہیں اور وہ اعلان کر سکتے ہیں کہ وہ مرزا صاحب کے قتل کے درپے ہیں ؟ ہم جانتے ہیں کہ وہ کبھی ایسا نہیں کہ سکتے پھر وہ کیوں سیئۃ بمثلہا پر غور نہیں کرتے۔

خامساً و آخراً ـ ہم گورنمنٹ عالیہ کی توجہ خصوصاً اس طرف منعطف کرانا چاہتے ہیں

* و از اعتبار جو گورنمنٹ کو اونپر بحیثیت اپنی عہدہ دار اور ملازم ہونیکے ہے اس امر کی خاص طور پر سفارش کرتے ہیں کہ گورنمنٹ عالیہ ہمارے اون حقوق کی خود نگہداشت کرے جنپر بعض لوگ مخالف حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ اور اپنی عداوت و تعصب کو گورنمنٹ کو بے معنی جھیلیوں ہمیشہ بمنشا اپنی دانشمندی سمجھتے ہیں۔ اگر مناسب ہوا تو آئندہ اس مضمون پر اور کچھ لکھیں گے۔ (ایڈیٹر)

بسم اللہ ... سامنے میں آج لعل گوہر نہ ہے کوئی لاولد مضطر۔ اغنی ہے حق میں ہر بشر کے لیے پر لعل و در یتیم

شفاخانہ یونانی شیخ نظام الدین امرتسر

اظہار البشارت:- ناظرین ذی وقار طرز اشتہار و اسناد بشارت سے کما حقہ اطمینان کر سکتے ہیں۔ اور گندم نما جو فروش اشتہاریوں کے جو نیم طبیب ہیں ڈاکٹر جان و مال کو محفوظ رکھ سکتے ہیں۔ یہاں حسب عادی عام اشتہاری کا کام ہے۔ مرد میدان بن کر آئیں بشرطیہ دوا آزمائیں۔ جھوٹوں کو سچا۔ اور سچوں کو جھوٹا نہ سمجھیں۔

معیار صداقت:- بلا شرطیہ معالجہ صرف قیمت دوا لیا جاتا ہے۔ اور شرطیہ میں اقرار نامہ اسٹامپ پر لکھوا لیا جاتا ہے۔ جس کو اس پر بھی یقین نہ آوے۔ وہ محکمہ کچہری ہے۔ اگر مراد پوری نہ ہو دوا کا خرچ واپس بلکہ ہرجانہ و جرمانہ لو۔ صحت کے طالبو! اولاد کے آرزومندو! یہ دولت ہاتھ سے نہ جانے دو۔ فضل خداداد کی منادی کر۔ عام مبارکبادی ہے۔

اس خادم الاطباء کو ۴۰ سالہ طبیہ تجربات اور فقراء کاملین و سیاحین کی خدمات سے ایسے سریع التاثیر نسخے ہاتھ لگے ہیں کہ اکسیر کا حکم رکھتے ہیں۔ خصوصاً اولاد فرزند نرینہ و حیات مولود و دفع اسقاط کے لئے تیر بہدف ہیں۔ اگرچہ کثرت اشتہارات نے خلق کو بدظن کر دیا ہے مگر ع خدا پنج انگشت یکساں نکرد۔ بندہ کو اس نعمت خداداد کے پوشیدہ رکھنے کا حکم نہیں۔ بزرگوں کے ارشاد سے بہ فیض عام کا اشتہار ہے کہ ادویہ تو دہی ہونگی۔ مگر نمبر اول۔ کم مقدور والے صرف خرچ مندرجہ ہے۔ اور (۲) تونگر مہدہ دار خرچ و چندے دوائیں لیجائیں اور دلی مراد پائیں (۳) شرطیہ پیشگی آمانی بگاہ علاوہ خرچ دوا دیکر رسید دستخطی لے۔ اگر میعاد مقررہ کے اندر امید بر آئے۔ بندہ کا حق ہے۔ ورنہ واپس لیجائے۔ (۴) شرطیہ بابعد خرچ دوا دیکر اقرار نامہ آمدنی در ماہ لکھدے۔ بشرط پیدائش نرینہ میعاد معینہ ادا کرے۔ ورنہ خرچ دوا بھی بذریعہ رسید واپس لے (۵) بعد تصفیہ شدہ روپیہ کسی معتبر شخص کے پاس برضامندی طرفین امانت رکھدیں۔ بشرط کامیابی بندہ پائے ورنہ واپس لیں۔ (۶) اس پر بھی اطمینان نہ ہو تو بھلکہ شرطیہ لکھا ہیں بصداقت تولد فرزند نرینہ آمدنی چہار ماہ واجب الوصول ہو۔ ورنہ ہرجانہ۔ جرمانہ حسب قرارداد قبول۔ فضل خداداد کی منادی ہر طرح کرادی۔ شرطیہ اقرار نامہ سے جھوٹے اشتہاروں کی بنیاد ڈھادی۔ اگر علاج میں شک ہو تحقیق کرو۔ مراد پالینے پر دنیا کس کو گراں ہے۔ فرزند نرینہ لاکھوں سے ارزاں ہے۔ جو گھر اس لعل سے منور نہیں وہ خانہ خراب ہے گھر نہیں۔ برباد وہ شجر ہے کہ جس کا ثمر نہیں۔ گمنام وہ لیٹر ہے کہ جس کا لیٹر نہیں۔ کتاب اسناد کامل فہرست و پرچہ تشخیص الامراض ایک ٹکٹ بھیج کر منگوائیے جن اولو العزمین نے زندگی دوبارہ پائی اور جن کی دلی مراد بر آئی۔ ان کی تحریریں ملاحظہ فرمائیے۔ تشخیص مرض کے بعد بذریعہ خط و کتابت علاج ہو سکتا ہے۔ طریق استعمال دوا و غذا و پرہیز ٹکٹ [illegible] بیرنگ سے واضح ہوگا۔ والیان ریاست و امراء حسب منشاء خود شرائط مندرجہ سے مستثنے ہیں۔

نمبر	نام مرض	[illegible]	نمبر	نام مرض	[illegible]	نمبر	نام مرض	[illegible]	نمبر	نام مرض	[illegible]
۱	جس کے اولاد نہ ہو۔	[illegible]	۱۰	قولنج ریحی -	[illegible]	۱۹	لقوہ -	[illegible]	۲۸	نل ترنا -	[illegible]
۲	جس کی اولاد چھوٹی مر جاوے	[illegible]	۱۱	سوزاک -	[illegible]	۲۰	بھگندر -	[illegible]	۲۹	طول و عرض [illegible] -	[illegible]
۳	جس کے لڑکیاں ہوں لڑکا نہ ہو۔	[illegible]	۱۲	سرعت -	[illegible]	۲۱	ناسور -	[illegible]	۳۰	خضاب سالانہ -	[illegible]
۴	جس کا حمل ۲-۳ ماہ گر جاوے -	[illegible]	۱۳	جریان -	[illegible]	۲۲	بواسیر خونی و بادی -	[illegible]	۳۱	نزلہ و زکام -	[illegible]
۵	کمزوری -	[illegible]	۱۴	غلط کاری -	[illegible]	۲۳	ادھرنگ -	[illegible]	۳۲	تسہیل ولادت -	[illegible]
۶	مرگی -	[illegible]	۱۵	گنٹھیا -	[illegible]	۲۴	ضیق النفس -	[illegible]	۳۳	ہیضہ مجرب المجرب -	[illegible]
۷	تپ دق -	[illegible]	۱۶	سفیدی آنکھ -	[illegible]	۲۵	[illegible] -	[illegible]	۳۴	[illegible] -	[illegible]
۸	ضعف [illegible] -	[illegible]	۱۷	ضعف بصر -	[illegible]	۲۶	آتشک -	[illegible]	۳۵	ضعف ہضم -	[illegible]
۹	ضعف جگر -	[illegible]	۱۸	سبل -	[illegible]	۲۷	آتشک کل بدن -	[illegible]	۳۶	سرسام -	[illegible]

المشتہر شیخ نظام الدین حکیم امرتسر چوک ڈیوڑھی کوموں

ممیرے کا سرمہ

مصدقہ جناب اسسٹنٹ میڈیکل ایگزیمنر صاحب بہادر گورنمنٹ پنجاب

معتمد انگریزوں - میڈیکل کالج کے پروفیسروں - نامور ڈاکٹروں - والیان ریاست - اور ولایت کی یونیورسٹی کے سند یافتہ یوروپین ڈاکٹروں نے بعد تجربہ اس سرمہ کی مقبولیت فرمائی ہے - کہ یہ سرمہ امراض ذیل کے لئے اکسیر ہے - ضعف بصارت - تاریکی چشم - دھند - جالا - پھڑ وال - غبار - پھولا - سبل - سرخی - ابتدائی موتیا بند ناخنہ - پانی جانا - خارش وغیرہ - معزز ڈاکٹر اور حکیم بجائے اور ادویہ کے آنکھوں کے مریضوں پر اب اس سرمہ کا استعمال کرتے ہیں - چند روز کے استعمال سے بینائی بہت بڑھ جاتی ہے - اور عینک کی بھی حاجت نہیں رہتی - بچہ سے لیکر بوڑھے تک کو یہہ سرمہ یکساں مفید ہے - قیمت اسلئے کم رکھی ہے کہ عام و خاص اس سرمہ سے فائدہ اٹھا سکیں قیمت فی تولہ جو سال بھر کے لئے کافی ہے مبلغ دو روپیہ - ممیرے کا سفید سرمہ اعلیٰ قسم کا فی تولہ ۱۰ روپیہ - خالص ممیرہ فی ماشہ ۸ روپیہ - مصری سرمہ فی تولہ ۱۲ خرچ ڈاک بذمہ خریدار - درخواست کے وقت اپنا پتہ خوشخط اور دیں اعلیٰ و حقیقی ممیرے کے سرمہ کی تہذیب دل سے بچنا چاہیئے **المشتہر پروفیسر میاں سنگھ اہلووالیہ مقام بٹالہ ضلع گورداسپور**

ان کو پڑھ کر اور کیا معتبر شہادت ہو سکتی ہے؟

(۱) میں بڑی خوشی سے تصدیق کرتا ہوں کہ ممیرے کا سرمہ جو سردار میاں سنگھ صاحب اہلووالیہ نے ایجاد کیا ہے بیش قیمت اور مفید دوا ہے - بالخصوص مفصلہ ذیل امراض کے لئے تو بمنزلہ اکسیر ہے - آنکھوں سے پانی جانا - دھند - سوزش ہر قسم جو کہ عموماً آنکھ کو آتا ہے - جلن - کمزوری نظر - ناخونہ اور اندر کی جھلی کا زخم اور اس سے پیپ کا گرنا - چونکہ اس سرمہ میں کوئی مضر کیمیائی شے نہیں ہے - اس ہر کسی کے لئے استعمال مفید ہے - مفصلات میں جہاں لائق ڈاکٹروں کا ملنا مشکل ہے ایسی مفید دوا کو ہر ایک کو پاس رکھنا چاہیئے - اسلئے میں بلا شک و شبہ شہادت دیتا ہوں کہ مذکورہ بالا امراض کے لئے ممیرے کا سرمہ ضرور ہی مفید ہے راقم ڈاکٹر ڈی ایم سنگھ صاحب بہادر ایم بی - ایم ایس سند یافتہ یونیورسٹی ایڈنبرگ (انگلینڈ) امرتسر۔

(۲) میں بڑی خوشی سے ممیرے کے سرمہ کی فائدہ بخش اثر کی نسبت شہادت دیتا ہوں کہ سردار میاں سنگھ صاحب اہلووالیہ نے تیار کیا ہے میں نے اسکا تجربہ اپنی ایک بیوی مسماۃ اتم دیوی عمرہ ۲۲ سال پر کیا ہے - مریضہ مذکور کی آنکھوں کی پلکوں پر دانے تھے اور وہ اندر کو ہلال پڑ کر دہوئے تھے - آنکھیں عرصہ سے سرخ اور دکھتی ہوئی تھیں - انمیں سے کثرت سے مواد نکلتا تھا - اسکی بینائی میں اسقدر فرق آ گیا تھا کہ سفید دھاگا بھی نہیں پرو سکتی تھی - اور ان آثار کو جو اس سے تین گز کے فاصلہ پر رکھی جاتی تھیں صفائی سے دیکھ نہیں سکتی تھی - مریضہ مذکور نے تین روز تک سرمہ کا استعمال کیا جسکا نتیجہ ہوا کہ اسنے امراض مذکورہ سے کلی صحت پائی - راقم خان بہادر ڈاکٹر محمد حسین خان ایل ایم ایس اسسٹنٹ سرجن پنشنر و آنریری مجسٹریٹ لاہور سابق پروفیسر میڈیکل کالج لاہور۔

(۳) جناب میاں سنگھ صاحب تسلیم بعد تعظیم التماس یہ ہے کہ آنجناب کو یاد ہوگا کہ بندہ نے آپ سے ممیرے کا سفید سرمہ منگوایا تھا جس نے جادو کا اثر دکھلایا یعنی ایک دوکاندار کی [illegible] کی آنکھوں پر پھولا پڑ گیا تھا اور بسبب پتلی پر ہونیکے نظر قطعاً بند ہو گئی تھی - لیکن قریب دس روز کے استعمال سے پھولا روپوش ہو گیا - اور پتلی صاف و شفاف ہو کر نظر بدستور قائم ہو گئی - اور مریض دعا گو ہے - بندہ بھی بصد شکر گذاری جوش طبیعت کو ظاہر کئے بغیر نہیں رہ سکتا ہے جو آپنے اسیقدر [illegible] اس قدر قلیل قیمت پر لگا کر خاص و عام خلق خدا پر بہت احسان اور ثواب کا کام کیا ہے لہٰذا بندہ بخدمت ہر خاص و عام بلا تعلق تاکید کرتا ہے کہ بروقت مبتلا ہونے مرض چشم خواہ کسی قسم کا مرض ہو اس اکسیر بلکہ حیات چشم (ممیرے کا سرمہ) کی استعمال کرنیکا موقعہ ہرگز ہاتھ سے نہ دیں - لہٰذا ملتمس ہوں کہ دو تولہ ممیرے کا سرمہ بذریعہ ویلیو پے ایبل عنایت فرما دیں راقم ڈاکٹر [illegible] سنگھ ہاسپٹل اسسٹنٹ کوٹ گڈھ ڈسپنسری شملہ

(۴) جناب من! میری آنکھ میں ایک مرض ہے جس کا علاج حکماء اور ڈاکٹران لاہور مثل ڈاکٹر بیری صاحب اور کیلپ وغیرہ نے کیا کچھ فائدہ نہوا - آپ کے سرمہ سے تخفیف ہو گئی - اب صرف دھند اور کم طاقتی بینائی چشم میں ہے - ایک تولہ سفید سرمہ بدر قیمت طلب پارسل بھیجدیں۔

دستخط سردار صالح محمد خاں درانی شہزادہ کابل خلف الرشید جناب امیر شیر محمد خاں صاحب مرحوم والی ملک ترکستان

۱۰ مارچ ۱۹۱۴ء

پانچہزار روپیہ انعام

اگر کوئی شخص ممیرے کے سرمہ کی سندات میں سے جو قریب بارہ ہزار کے ہیں - ایک کو بھی فرضی ثابت کردے تو اس کو مبلغ پانچہزار روپیہ انعام دیا جاویگا جو لاہور کے الائینس بنک میں مارچ ۱۹۱۴ء کو جمع کیا گیا ہے۔

شیخ یعقوب علی تراب ایڈیٹر و پروپرائیٹر کیلئے انوار احمدیہ پریس قادیان میں چھپا۔